عنبرین ولی

دامنِ دل

"ماہی گڑیا... اٹھ جاؤ... نماز کا وقت نکلا جارہا ہے۔" صولت آپا اس کے قریب بیٹھی دھیمی آواز میں اسے جگا رہی تھیں۔ ساتھ ہی ساتھ ان کی نرم انگلیاں اس کے بال بھی سہلا رہی تھیں۔ ماہی نے کسمسا کر آنکھیں کھولیں۔

"آپا... آپ اتنے پیار سے جگاتی ہیں کہ جی چاہتا ہے میں لیٹی رہوں اور آپ میرے بال سہلاتی رہیں۔" وہ پھر سے آنکھیں بند کرکے بولی۔ صولت آپا مسکرائیں۔

"مسکہ مت لگاؤ اور اٹھو۔ اس سے پہلے کہ امی آجائیں اور تمہارے ساتھ ساتھ میری بھی شامت آجائے۔ شرافت سے اٹھ جاؤ۔" وہ بستر سے اٹھ گئیں اور اس کا ہاتھ کھینچ کر اسے زبردستی اٹھایا۔ وہ منہ بناتی اٹھی۔ گرتی پڑتی واش روم پہنچی' مرمر کر وضو کیا اور آدھی سوئی' آدھی جاگی کیفیت میں نماز پڑھی۔

اسے صبح سویرے جاگنا دنیا کا سب سے مشکل کام لگتا تھا اور عافیہ ممانی کو اسے نیند سے بے دار کروانا اس سے بھی زیادہ مشکل اور ان دونوں کے ان مشکل ترین کاموں کو بے حد آرام سے۔ جو ہستی سرانجام دیتی تھی وہ صولت تھیں۔ عافیہ ممانی نے شکر ادا کیا تھا کہ ماہی کی صبح جگانے کی ذمہ داری ان کے ناتواں کاندھوں پر نہیں پڑی' وگرنہ وہ اس بوجھ سے شاید کبڑی ہوجاتیں۔ جیسے تیسے نماز ادا کرکے وہ پھر سے بستر پر گر گئی۔ ابھی آنکھ لگے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ صولت آپا نے اسے پھر سے جگادیا۔

"تم آج کا دن بھول گئیں۔ آج تمہارا کالج میں پہلا دن ہوگا۔ اعلا تعلیم حاصل کرنے کی طرف پہلا قدم۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ ان کی اس بات نے اس کی ادھ کھلی آنکھوں کو پورا کا پورا کھول دیا۔ اسے بالکل بھی یاد نہیں تھا کہ کلاسز شروع ہونے والی ہیں۔ رات کو بھی کسی نے بھی اسے یاد دلانے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔

"آپا... آج..." وہ غم سے چور لہجے میں بولی۔ انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ ماہی کی کیفیات سے واقف تھیں۔ جس لڑکی کی صبح دوپہر بارہ بجے ہو سات بجے کالج کے لیے روانہ ہونا کسی بڑے سانحے سے کم تو ہرگز نہیں ہو سکتا تھا۔

"اٹھو اور اپنی تیاری شروع کرو... مجھے بھی تیار ہونا ہے اور ہاں آج تمہارا پہلا دن ہے۔ اس لیے وقت کی پابندی کا خیال رکھنا۔" وہ اس کا گال تھپتھپا کر بولیں۔ وہ برے برے منہ بناتی کھڑی ہوگئی۔ مسئلہ ہی یہی تھا کہ وہ صولت آپا کی کہی گئی ایک بات بھی نہیں ٹال سکتی تھی۔ اس گھر میں واحد صولت آپا تھیں جن کی ہر بات وہ بلا چوں چرا مان جایا کرتی تھی۔

☼ ☼ ☼

اس نے آئینہ دیکھتے ہوئے کاجل کی لکیر کو گہرا کیا۔ نیچرل کلر کی لپ اسٹک لگائی۔ اس کے گیلے بال اونچی پونی میں قید بہت بھلے لگ رہے تھے۔ سفید یونیفارم میں اس کی گندمی رنگت چمک رہی تھی۔ دوپٹا شانوں پر پھیلا کر اس نے ایک مکمل نگاہ خود پر ڈالی اور سیاہ بیگ کاندھے سے لٹکا کر باہر نکل آئی۔ دسترخوان پر گھر کے تمام افراد موجود تھے۔ اس نے آکر سب کو سلام کیا اور بیٹھ گئی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

"لگتا ہے محترمہ ماہی کو کالج جانے کی کچھ زیادہ ہی خوشی ہے۔ اس لیے اس قدر تیاری کی گئی ہے۔" سب سے پہلے سیماب کی زبان کو کھجلی ہوئی تھی۔ ماہی نے ایک غصیلی نظر اس پر ڈالی مگر بولی کچھ نہیں۔

"ماشاء اللہ۔ ہماری ماہی تو یونیفارم میں بہت پیاری لگ رہی ہے۔" ممانی نے دل سے تعریف کی مگر ماہی کو ان کی تعریف مسکہ لگی۔

"صبح صبح بٹر لگ۔" سیماب اس کے تاثرات بھانپ کر بولا۔ وہ مسکراہٹ دبا گئی۔

"ہنسنے سے اجتناب؟ لگتا ہے تمہیں دانت برش کرنے کا وقت نہیں ملا۔" سیماب کی بے چین زبان کو سکون بھی نہیں سکتا تھا۔

"ماہی۔ اپنے اس لنگور بیٹے سے کہیں کہ صبح صبح میرے منہ نہ لگے ورنہ اس کے ساتھ بہت برا ہوگا۔" وہ غصے سے آواز دبا کر بولی کیونکہ قریب ہی ماموں بھی موجود تھے۔ ماہی نے سیماب کو غصے سے گھورا۔

"ماہی۔ دفع کرو اسے۔ یہ تو ہے ہی فضول۔ فضول باتوں میں اس نے پی ایچ ڈی کر رکھا ہے۔ تم ناشتا کرو شاباش۔" وہ اسے پچکارنے لگیں۔ وہ بھی فوراً" ناشتے کی طرف متوجہ ہوگئی۔ ناشتا کرنے کے دوران اسے محسوس ہوا کہ کوئی اسے گھور رہا ہے۔ یہ سیماب کے علاوہ کوئی دوسرا ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑے پراٹھے کے نوالے کو منہ کی طرف لے جانے سے پہلے اس کی طرف دیکھا۔

"مم کیس۔ اکیسواں نوالہ۔" اس کی مبالغہ آرائی سے لپٹی سرگوشی نما آواز اس تک پہنچی۔ اس نے غصے سے نوالہ پلیٹ میں پھینکا۔

"ماہی۔" اس بار اس نے آواز دبانے کی کوشش بھی نہیں کی۔ اس کی آواز میں ایسا درد تھا کہ ماموں بھی اخبار میں سے سر نکال کر اسے دیکھنے لگے۔

"سیماب کب سے میرے نوالے گن رہا ہے۔" وہ روہانسی ہو کر بولی۔ باپ کو اپنی طرف متوجہ پا کر اس کا رنگ ہی اڑ گیا۔

"مم۔ مم۔ میں نے کب تمہارے نوالے گنے؟" وہ ہکلانے لگا۔

"سیماب۔ کیا بدتمیزی ہے یہ؟" اب کی بار عافیہ ممانی کی جگہ ماموں بولے۔ ان کی بارعب آواز نے اسے گردن جھکانے پر مجبور کردیا۔

"عافیہ۔ اسے اس وقت تک ساتھ کھانا کھانے کی اجازت نہیں، جب تک یہ سب کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کا طریقہ نہیں سیکھ لیتا۔" ماموں کے بے تحاشا سخت لہجے پر ماہی بھی گھبرا گئی۔

"کبھی تو انسانوں والی حرکتیں کرلیا کرو۔" شوہر کے اٹھ جانے کے بعد عافیہ ممانی نے پھر سے اسے لتاڑا۔ ماہی کے معاملے میں وہ بہت حساس تھے اور وہ ذرا سی شرارت بھی جو ماہی کو پریشان کرے ان سے برداشت نہیں ہوتی تھی۔

"میں تو بس مذاق کر رہا تھا۔" وہ برا سا منہ بنا کر بولا۔ اس کے چہرے پر پھیلی جھلاہٹ نے ماہی کو بے حد مزا دیا۔ ماہی کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ نے اس کا غصہ بڑھا دیا۔ وہ بھی وہاں سے اٹھ گیا جبکہ وہ اطمینان سے ناشتا کرنے لگی۔

☆ ☆ ☆

"یہ سارا فساد میری ماہی کا پھیلایا ہوا ہے۔ کیا مزے کی زندگی تھی میری مگر میری ماہی بھی نا! انہیں لگتا ہے کہ میں بگڑ جاؤں گی مگر خیر کوئی بات نہیں۔ انہیں جو سوچنا تھا وہ سوچ چکیں اور کر بھی چکیں مگر میری لائف کی تو بینڈ بج گئی۔ اب تو میں چاہ کر بھی پہلے کی طرح انجوائے نہیں کرسکتی۔" وہ اداسی سے بولی، اس کے برابر بیٹھی گل مہر حیران نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ کچھ ہی دیر پہلے دونوں نے ایک دوسرے کو اپنے نام بتائے تھے اور اس کے بعد سے ماہی کی زبان قینچی کی طرح چل رہی تھی۔

"کیا مطلب ماہی؟" مہر نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"یار!۔۔۔ مطلب یہ کہ میں نے ہمیشہ سے ایوننگ شفٹ میں اسکول پڑھا ہے۔ مجھے صبح دیر تک سونے کی عادت ہے بچپن سے۔ اس لیے ممانی نے مجھے ہمیشہ دوپہر کے اسکول میں پڑھایا۔ میٹرک کے بعد میں نے پہلے ہی اعلان کردیا تھا کہ میں پرائیویٹ پڑھوں گی کیونکہ یہاں ایسا کوئی کالج نہیں جو ایوننگ کلاسز دیتا ہو' اگر ہوتا بھی تو ماموں کم از کم مجھے کالج لیول پر ایوننگ ٹائم میں کالج جوائن کرنے کی اجازت نہ دیتے۔ سو میں مطمئن تھی کہ پرائیویٹ پڑھوں گی مگر میری ممانی نے میری خوشیوں کی نیا ڈبو دی۔" وہ سرد آہ بھر کر بولی۔ مہر پوری دلچسپی سے اسے سن رہی تھی۔

"میرے علم میں لائے بغیر سیماب کو دوڑا دوڑا کر کالج کے فارم منگوائے' اپنی مرضی کے مضامین منتخب کیے اور ان تمام خفیہ کارروائیوں کے نتیجے کے طور پر میں تمہیں یہاں اس کالج میں دکھائی دے رہی ہوں۔" اس نے کچھ اس انداز میں کہا کہ مہر چاہ کر بھی اپنی مسکراہٹ روک نہ پائی۔

"اگر تمہیں سائنس کے مضامین میں دلچسپی نہیں ہے تو تمہاری ممانی نے تمہیں سائنس ڈیپارٹمنٹ میں کیوں داخل کروایا؟"

"ارے کیا بتاؤں میں تمہیں۔۔۔ میری ممانی کو لوگوں کا خوف ہے۔ وہ لوگوں کی باتوں سے خوف زدہ رہتی ہیں۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میرے ماموں لیکچرار ہیں اور میتھس پڑھاتے ہیں۔ ان کے سب سے بڑے سپوت عالی شان بھائی وہ انجینئر ہیں اور آج کل آسٹریلیا میں ہیں۔ پھر ان سے چھوٹی صولت آپا۔ انہوں نے کیمسٹری میں ماسٹرز کیا ہے اور وہ بھی پچھلے تین ماہ سے پڑھا رہی ہیں اور پھر ان کے بعد میری ممانی کا سب سے چالاک' کمینہ اور میری جان کا دشمن بیٹا سیماب۔ وہ بھی اکنامکس پڑھ رہا ہے اور آخری سال میں ہے۔ ایسے میں اگر وہ میری بات مان لیتیں اور مجھے پرائیویٹ پڑھنے کی اجازت دے دیتیں تو بقول ماموں کے کہ لوگ کہتے کہ شوہر کی یتیم بھانجی کو گھر بٹھا دیا کہ اس پر پیسہ خرچ کرتے دل تنگ پڑ رہا تھا اور ایسی اور بہت سی باتیں مگر میں اپنی ضد پر اڑی تھی کہ میں پرائیویٹ ہی پڑھوں گی۔ پھر صولت آپا نے سمجھایا کہ ممانی کا کہنا بھی غلط نہیں۔ مجھے ان کے جذبات سمجھنے چاہیے اور پھر میں مان گئی۔" وہ تفصیل سے بولی۔

"تم بہت دلچسپ لڑکی ہو۔۔۔" مہر نے دل سے کہا تو وہ ہنس پڑی۔

"سب یہی کہتے ہیں۔" ماہی نے کالر جھاڑ کر کہا۔

"فرینڈز؟" مہر نے یک دم ہی اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر کہا جسے ماہی نے فوراً" تھام لیا۔

"ارے اگر تمہیں میں نے اپنا فرینڈ نہ مانا ہوتا تو کیا میں اپنے اوپر بیتی ظلم کی کہانی سناتی۔۔۔ میں نے تو تمہیں دیکھتے ہی طے کرلیا تھا کہ تم ہی میری دوست بنو گی۔" وہ ہنس پڑی۔

☼ ☼ ☼

"ایک پلیٹ مجھے بھی۔۔۔" مانوس سی آواز اس کے

خواتین ڈائجسٹ
کی طرف سے بہنوں کے لیے ایک اور ناول
محبت من محرم
سمیرا حمید

قیمت -/300 روپے
منگوانے کا پتہ:
مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37 - اردو بازار، کراچی۔ فون نمبر: 32735021

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کانوں سے ٹکرائی تو وہ اچھل پڑی۔ اس کے بالکل برابر سیماب کھڑا تھا۔ چہرے پر شیطانی مسکراہٹ سجائے۔ ماہی کے ہاتھوں میں پکڑی گول گپوں سے بھری پلیٹ گرتے گرتے بچی۔

"تم۔۔۔ تم آج اتنی جلدی کیسے آگئے۔" وہ گھبرا کر بولی۔ آج وین والا اسے لینے کے لیے نہیں آیا تھا۔ مہر تو اپنے ڈرائیور کے ساتھ جاچکی تھی۔ وہ سمجھی کہ سیماب ہمیشہ کی طرح دیر سے ہی آئے گا۔ اس لیے پہلے ایک چاٹ کی پلیٹ کھائی اور پھر گول گپوں کو دیکھ کر بھی اس کی نیت خراب ہوگئی۔ چاہ کر بھی وہ خود کو روک نہ پائی۔ ابھی تو اس نے صرف دو گول گپے ہی کھائے تھے کہ سیماب ٹپک پڑا۔

"میں تو نیک ارادے لے کر آیا تھا کہ محترمہ کو انتظار کی کوفت سے بچا سکوں اور جلدی گھر پہنچا دوں مگر یہاں تو۔۔۔" وہ اس کی پلیٹ کی طرف اشارہ کرکے بولا۔

"میں شاید غلط وقت پر آگیا۔" وہ اپنی بڑی بڑی آنکھیں گھما کر بولا۔ ماہی کا دل چاہا کہ وہ کہے کہ تم تو ہمیشہ ہی غلط وقت پر انٹری دیتے ہو مگر ایسے نازک وقت میں وہ اس سے کوئی لڑائی افورڈ نہیں کرسکتی تھی۔ اس لیے خاموش رہی۔ سیماب اس کے ہاتھوں سے پلیٹ لے چکا تھا اور بڑے مزے سے کھا رہا تھا۔ وہ محض دیکھ کر رہ گئی۔

"چلو اب بل بھی پے کرو۔" ماہی نے اس کے حکم پر اسے غصے سے گھورا اور چپ چاپ اپنے پرس میں سے پیسے نکالے۔ بل ادا کرکے وہ اس کے پیچھے بائیک پر بیٹھ گئی۔

"آہ آج تو بہت حسین دن ہے۔ خوب مزا آئے گا جب گھر کے تینوں بڑوں سے تمہیں ڈانٹ پڑے گی۔" اس کے بیٹھتے ہی وہ مزے لے کر بولا۔ وہ گھبرا گئی۔

"سیماب دیکھو۔۔۔ مجھے بہت بھوک لگ رہی تھی، اس لیے میں نے گول گپے خرید لیے۔ بریک ٹائم میں کام کررہی تھی نا تو دھیان نہیں رہا کہ کچھ کھا سکوں۔" اس نے جھوٹ گھڑا۔

"ہاں تو میں نے کب کہا تم نے شوق کی وجہ سے گول گپے کھائے ہیں۔ امی کو بتاؤں گا نا کہ تمہیں بھوک لگ رہی تھی۔" وہ اطمینان سے بولا۔ بائیک ہوا سے باتیں کررہی تھی۔ ماہی کا دل چاہا کہ وہ اس کی گردن دبوچ لے مگر ہر خواہش تو پوری ہو نہیں سکتی۔

"پلیز سیماب۔۔۔ گھر میں کسی کو مت بتانا۔ تم تو بہت اچھے ہو۔ بہت سویٹ ہو نا۔" وہ اب مکھن لگا رہی تھی۔ وہ مسکرا دیا۔ ماہی کی حالت اسے خوب مزا دے رہی تھی۔

"ماہی۔۔۔ میں بہت برا لڑکا ہوں۔ خباثت میں تو پی ایچ ڈی ہوں میں 'اور لنگور بھی ہوں۔" چند روز پہلے سیماب کو اس نے جن القابات سے نوازا تھا وہ اس نے دہرا دیے۔

"ارے وہ تو میں نے مذاق مذاق میں کہہ دیا تھا۔ تم بھی نا بہت سینسیٹو ہو 'مذاق بھی نہیں سمجھتے' دل پر لے لیتے ہو۔" وہ یوں بولی جیسے وہ سچ میں ناسمجھ ہو۔ سیماب کا دل چاہا قہقہہ لگا کر ہنس پڑے مگر وہ خود پر بمشکل کنٹرول کرپایا۔ "ہاں نا۔۔۔ دیکھو میں نے تمہاری ان ساری باتوں کو سنجیدگی سے لے لیا اور ان سب باتوں نے مجھے بہت دکھی بھی کردیا ہے۔" اس نے بائیک روکتے ہوئے کہا اور مصنوعی آنسو صاف کیے۔

"میرے دکھوں کا مداوا کرنا چاہتی ہو نا تو وہ پرفیوم کی بوتل میرے حوالے کردو جو عالی شان بھائی نے تمہیں دی تھی۔" وہ مطلب پر آگیا۔ ماہی نے غصے سے اسے گھورا۔ مگر کیا کرتی مجبور تھی ہامی بھرنی پڑی۔

☆ ☆ ☆

رات ہی اسے ماہی کا پیغام ملا تھا کہ وہ صبح کالج نہیں آسکے گی۔ اس نے جواباً" اس سے نہ آنے کی وجہ دریافت کی تھی مگر اس نے کہا کہ جب ملاقات ہوگی تب ہی وہ تفصیل سے بات کرے گی۔ اسی لیے صبح فجر کی نماز ادا کرکے وہ پھر سے سوگئی۔ ساڑھے سات بجے کے قریب عائشہ بیگم اس کے کمرے میں آئی تھیں۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

مہر اپنے نرم بستر پر گہری نیند کے مزے لے رہی تھی۔ انہیں اس کے یوں بے خبر ہو کر سونے پر حیرت سی ہوئی۔ کالج ڈیز میں وہ اس وقت اور اس طرح کبھی سوتی دکھائی نہیں دی تھی۔ وہ اتنی پر سکون نیند میں تھی کہ ان کا دل نہیں چاہا کہ اسے جگائیں مگر وہ یہ بھی نہیں چاہتی تھیں کہ مہر کی کوئی ضروری کلاس مس ہو جائے اور دوسری بات رات ہی شاہ دل واپس آیا تھا اور ایک گھنٹے میں اسے پھر سے نکلنا تھا۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسے جگا گئیں۔

"جی مما۔" وہ اپنی آنکھیں مسلتے ہوئے بولی۔ اب بھی آنکھوں میں نیند بھری ہوئی تھی۔

"مہر۔ کالج جانے کا وقت ہو گیا ہے اور تم اب تک سوئی ہوئی ہو۔" وہ ہلکی سی خفگی لیے پوچھ رہی تھیں وہ جو لیٹی تھی اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"رات ماہی کا ٹیکسٹ آیا تھا کہ آج وہ کالج نہیں آئے گی۔ گھر میں کچھ مصروفیت ہے اس لیے۔ پھر میں نے سوچا کہ میں بھی چھٹی کر لوں، ویسے بھی آج کوئی پریکٹیکل نہیں۔ آپ کو بتانا بھول گئی۔" اس نے بات ختم کر کے بالوں میں کیچر لگایا۔

"ٹھیک ہے۔ اب جلدی سے منہ دھو کر نیچے آؤ۔ شاہ دل ناشتے پر تمہارا انتظار کر رہا ہے۔" وہ نارمل لہجے میں بولیں جبکہ وہ چونک گئی۔

"چاچو کب آئے؟" وہ حیران سی بولی۔

"تمہارے چاچو رات بہت دیر سے آئے تھے۔ اس لیے تمہیں جگایا نہیں۔ کچھ دیر میں وہ پھر چلا جائے گا، آ کر مل لو۔" وہ بستر سے اٹھتے ہوئے بولیں۔ مہر کا منہ بن گیا۔

"السلام علیکم۔" اس نے ڈائننگ ہال میں داخل ہوتے ہی سنجیدہ سی آواز میں سلام کیا۔

"وعلیکم السلام۔ کیسا ہے میرا بچہ۔" شاہ دل بھرپور لہجے میں بولا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ تقریباً ایک مہینے بعد وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ مہر نے اس کی طرف دیکھا ہی نہیں اور اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔ شاہ دل کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔

بیوٹی بکس کا تیار کردہ

سوہنی ہیئر آئل

SOHNI HAIR OIL

- گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے
- نئے بال اگاتا ہے۔
- بالوں کو مضبوط اور چمکدار بناتا ہے۔
- مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے یکساں مفید۔
- ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

قیمت-/120 روپے

سوہنی ہیئر آئل 12 جڑی بوٹیوں کا مرکب ہے اور اس کی تیاری کے مراحل بہت مشکل ہیں لہذا یہ تھوڑی مقدار میں تیار ہوتا ہے، یہ بازار میں یا کسی دوسرے شہر میں دستیاب نہیں، کراچی میں دستی خریدا جا سکتا ہے، ایک بوتل کی قیمت صرف-/120 روپے ہے، دوسرے شہر والے منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ پارسل سے منگوالیں، رجسٹری سے منگوانے والے منی آرڈر اس حساب سے بھجوائیں۔

2 بوتلوں کے لئے .... -/300 روپے
3 بوتلوں کے لئے .... -/400 روپے
6 بوتلوں کے لئے .... -/800 روپے

نوٹ: اس میں ڈاک خرچ اور پیکنگ چارجز شامل ہیں۔

منی آڈر بھیجنے کے لئے ہمارا پتہ:

بیوٹی بکس، 53-اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی

دستی خریدنے والے حضرات سوہنی ہیئر آئل ان جگہوں سے حاصل کریں

بیوٹی بکس، 53-اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی۔

مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37-اردو بازار، کراچی۔

فون نمبر: 32735021

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"مہر۔ کیا بدتمیزی ہے یہ؟" عائشہ بیگم کو شدید غصہ چڑھ گیا تھا۔ "بھابھی پلیز۔ مت ڈانٹیں اسے۔" وہ فوراً" اس کی مدد کو لپکا۔

"مہر ناراض ہے مجھ سے۔ اس کا اتنا حق تو بنتا ہے کہ وہ اپنی ناراضی ظاہر کرے۔" مہر کا دل بھر آیا۔

"آئی ایم سوری گڑیا۔" وہ ناشتا چھوڑ کر اس کے پاس آگیا۔ وہ رونے لگ گئی۔

"ارے۔ ارے۔" شاہ دل گھبرا گیا جبکہ عائشہ بیگم سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔

"بتا رہا سچ کہہ رہا ہوں، بہت مصروفیت ہے۔ میں چاہ کر بھی گھر کے لیے وقت نہیں نکال پاتا۔" اس کے لہجے میں بے بسی تھی۔

"آئندہ اس طرح مت رونا۔" وہ اس کے چہرے پر پھیلے آنسو صاف کرنے لگا۔ وہ اس کے عزیز ترین مرحوم بھائی کی آخری نشانی تھی اور بہت عزیز تھی۔ مہر مسکرا دی۔

"آؤ ناشتا کرلو۔ مجھے تو بہت بھوک لگ رہی ہے۔" دونوں نے مل کر ناشتا کیا۔ کچھ دیر تو وہ اس سے باتیں کرتی رہی، پھر شاہ دل کی فرمائش پر کچن میں چائے بنانے چلی گئی۔ اس دوران عائشہ خاموش بیٹھی رہیں۔

"بھابھی آپ کیوں چپ ہیں؟" وہ ان کی خاموشی توڑ کر چکا تھا۔

"مہر کی حرکتیں دیکھی ہیں؟ بھلا اس میں رونے والی کون سی بات تھی اور تم۔ تم نے بھی تو اسے سر چڑھا رکھا ہے۔ لڑکیوں کے لیے اتنا لاڈ پیار ٹھیک نہیں ہوتا۔ وہ تمہاری غیر موجودگی برداشت نہیں کر سکتی۔ نہ جانے شادی کے بعد سسرال میں کیسے رہے گی۔" وہ پریشان تھیں، شاہ دل مسکرا دیا۔

"بھابھی آپ بے وجہ پریشان ہوتی ہیں۔ بچپن سے سارا وقت اس نے میرے ساتھ گزارا ہے اور پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ میں اتنے لمبے وقت کے لیے اس سے دور رہا ہوں تو وہ اس دوری کو بہت محسوس کر رہی ہے۔ شادی کے بعد وہ بالکل نارمل ہو جائے گی۔ پھر وہ اپنی ساری توجہ اپنے گھر کو دے گی تو میری حیثیت ثانوی ہو جائے گی۔ آپ بے فکر رہیں۔" وہ تسلی دینے کے انداز میں بولا۔

"تم بھی شادی کا سوچو، عمر نکلی جا رہی ہے۔" ہزار بار کا کہا گیا جملہ ایک بار پھر اس کے سامنے دہرایا جا رہا تھا۔ وہ ہنس پڑا اور موبائل اٹھا کر کوئی نمبر پریس کرنے لگا۔ اس کی بے نیازی پر عائشہ کھول کر رہ گئیں۔

☆ ☆ ☆

سب حق دق بیٹھے تھے۔ آوازیں جیسے گلے میں ہی گھٹ کر رہ گئی تھیں۔ عالی شان ایسا بھی کر سکتا ہے۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اس گھر کا وہ بیٹا جو اپنے کپڑے تک اپنی ماں کی پسند سے خریدا کرتا تھا۔ آج ایک عدد بیوی اور بچی کے ہمراہ ان کے سامنے کھڑا تھا۔ سب سے زیادہ شاک تو عافیہ بیگم کو لگا تھا۔ عالی شان کے پاکستان آنے کی خوشی تو جیسے کہیں منوں مٹی تلے دفن ہو گئی تھی۔ وہ صوفے پر ڈھے سی گئی تھیں۔ کتنے ارمان تھے ان کے دل میں۔ عالی شاہ کے اس ایک قدم نے سب کچھ خاک میں ملا دیا تھا۔ وہ گھر کے بیچوں بیچ سر جھکائے کھڑے تھے۔ ان کے ساتھ ان کی خوب صورت سی بیوی اور چھ ماہ کی بچی بھی تھی۔ جو کرسٹینا کے بازوؤں میں سوئی ہوئی تھی۔ کرسٹینا بھی چپ چاپ کھڑی تھی۔ پاکستان آنے سے پہلے عالی شان نے یقیناً" اسے اچھی طرح سمجھا دیا تھا۔ اس لیے وہ اس طرح کے ری ایکشن کے لیے ذہنی طور پر تیار تھی۔ اس کے چہرے پر کچھ خاص تاثرات نہیں تھے۔

کسی نے بھی انہیں بیٹھنے کو نہیں کہا تھا۔ چاروں طرف اس قدر خاموشی تھی کہ سانس لینے کی آواز بھی سنی جا سکتی تھی۔ سب جیسے عافیہ بیگم کے بولنے کے منتظر تھے۔ انہوں نے سب کی طرف ایک نظر دیکھا۔ سب ہی ان کی طرف متوجہ تھے۔

"صولت اس سے کہہ دو کہ رات ہو چکی ہے۔ اس لیے آج کی رات اس گھر کو ایک سرائے سمجھ کر یہیں گزار لے۔ صبح ہونے سے پہلے یہ اپنے خاندان کو جہاں لے کر جانا چاہے جا سکتا ہے۔" انہوں نے عالی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

شان بھائی کی طرف بے تحاشا غصے سے دیکھ کر کہا تھا اور صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"امی پلیز۔۔۔ میری بات تو۔۔۔" ان کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی عافیہ بیگم کا زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر پڑا تھا۔

"تمہارے اور میرے درمیان جو رشتہ تھا' اسے میں آج ابھی اور اسی وقت توڑ رہی ہوں۔۔۔ ماں جیسا لفظ میرے لیے مت ادا کرنا۔ میں تمہاری کچھ نہیں لگتی۔" الفاظ تھے کہ پگھلا ہوا سیسہ۔۔۔ ان کے تھپڑ سے کہیں زیادہ ان کے لفظوں نے انہیں تکلیف دی تھی۔ وہ بہت کچھ کہنا چاہتے تھے مگر وہ وہاں لمحے بھر کے لیے بھی نہ رکیں۔ ایک ایک کر کے سب وہاں سے چلے گئے۔ ان کے اس اقدام نے سب کو بہت دکھی کیا تھا۔ وہ وہیں صوفے پر بیٹھ کر رونے لگے۔ کرسٹینا اپنی جگہ شرمندہ سی کھڑی تھی۔ اس میں اتنی بھی ہمت نہیں تھی کہ وہ انہیں سہارا ہی دے دے۔

☼ ☼ ☼

ماہی کا بالکل بھی دل نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ ایسے حالات میں کالج جائے جبکہ سب دکھی تھے۔ اس نے مہر کو پھر سے ایک میسج کیا اور اپنے کالج نہ آنے کی اطلاع کر دی۔ مہر کو اس نے یہی کہا تھا کہ مہمانوں کی موجودگی کی وجہ سے وہ آج کے روز بھی غیر حاضر رہے گی۔ عالی شان نے ماں کا کہا مانا تھا اور صبح ہی صبح چلے گئے تھے۔ گھر میں عجیب سا سناٹا طاری تھا۔ گھر میں سب نے معمول کے مطابق ناشتا بھی کیا تھا۔ گھر کے کام بھی ہو رہے تھے مگر پھر بھی کمی سی تھی۔ گھر کے کونے کونے میں ایک عجیب سا خالی پن اور وحشت بکھری پڑی تھی۔ وہ گھبرا کر رہ گئی۔ دن بہت مشکل سے گزر رہا تھا۔ وقت گزاری کے لیے وہ چھت پر چلی گئی۔ ٹھنڈی ہوا نے اس کے اعصاب پر کافی اچھے اثرات مرتب کیے تھے۔ وہ کافی دیر وہیں کھڑی عالی شان بھائی کے اس انتہائی قدم کے متعلق سوچتی رہی۔ بہت دیر وہ چھت پر گزار کر نیچے آئی تو اس نے عافیہ ماں کو لاؤنج میں بیٹھے ہوئے پایا۔ ان کے ہاتھ میں فون تھا۔ سیڑھیاں اتر کر وہ ان تک پہنچی تھی کہ وہ خدا حافظ کہہ کر ریسیور کریڈل پر رکھنے لگیں۔

"کس کا فون تھا؟" وہ ان کے برابر بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"تمہاری دوست مہر کا۔۔۔ کہہ رہی تھی کہ تمہارے موبائل پر پچاس بار کال کرنے کی کوشش کی مگر تم نے اس کا فون اٹھایا ہی نہیں۔ پھر اس نے لینڈ لائن پر کال ملائی۔" انہوں نے اسے بتایا تو وہ سر پر ہاتھ مار کر رہ گئی۔ موبائل وہ تکیے کے نیچے ہی رکھ آئی تھی' اٹھانا بھول گئی تھی۔

"مہر پوچھ رہی تھی کہ ایکسپو سینٹر میں جو بکس فیسٹول ہے اس میں تم اس کے ساتھ جاؤ گی کہ نہیں؟ میں نے تمہاری طرف سے ہاں کر دی ہے۔ کس وقت جانا ہے اور کس کے ساتھ یہ تم دونوں طے کر لینا۔" وہ تفصیل سے بولیں۔ مہر نے اس سے کچھ دن پہلے ذکر کیا تھا کہ ایکسپو میں بکس فیسٹول ہونے والا ہے۔ مہر کتابوں کی ازحد شوقین تھی۔ کتابوں سے کچھ دلچسپی تو اسے بھی تھی مگر اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ جائے۔

"ماں۔۔۔ میں نہیں جا رہی ایکسپو سینٹر۔۔۔ گھر کے حالات ایسے ہیں اور۔۔۔" ماں کے گھورنے پر اس کا منہ بند ہو کر رہ گیا تھا۔

"کیا ہوا ہے گھر کے ماحول کو۔۔۔ پہلے جیسا ہی ہے۔۔۔ کوئی بھی فرد کم نہیں۔" انہوں نے سخت لہجے میں کہا تھا۔ اس کا منہ لٹک گیا۔

"اور ماہی تم مجھے یوں منہ لٹکا کر گھومتی نظر نہ آؤ۔ اپنے کمرے میں جاؤ اور مہر کو کال کر کے پروگرام مرتب کرو۔ کل تم دونوں کو سیماب چھوڑ آئے گا۔" وہ حتمی لہجے میں بولیں۔ ماہ کے چہرے پر بارہ بج گئے تھے۔ وہ پہلی مرتبہ اس سے یوں اتنے سخت لہجے میں مخاطب ہوئی تھیں۔ وہ اپنے آنسو ضبط کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ اسے جاتا دیکھتی رہیں۔

شام میں جب سیماب آیا تو اس نے عافیہ ماں کے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

روپے کی شکایت کی۔وہ ہنس پڑا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ وہ کتنی دکھی ہیں اور وہ یہ ظاہر کرنا چاہتی ہیں کہ انہیں بھائی کے ہونے نہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا۔ بس اسی لیے وہ اس طرح کا رویہ ظاہر کررہی ہیں اور تم کیوں اتنی پریشان ہورہی ہو؟ عالی شان بھائی سے میں آج مل کر آیا ہوں۔وہ بالکل ٹھیک ہیں اور میں نے ان کے لیے ایک کرائے کا گھر بھی ارینج کرلیا ہے۔ کل وہ ہوٹل سے گھر شفٹ ہوجائیں گے اور دیکھنا تم ای کا غصہ بھی جب اترے گا تو وہ بھائی کو معاف کرکے گھر بلالیں گی۔" وہ اسے نرمی سے سمجھانے لگا۔

"سب ٹھیک ہوجائے گا بس کچھ دن کی بات ہے۔ اب تم ایک کام کرو جلدی سے صولت آپا کو کہہ دو کہ مما کا حکم ہے کہ وہ بھی ہمارے ساتھ چلیں۔" وہ صولت کے پاس پہنچ گئی جو گم صم سی بیٹھی تھیں۔اس نے عافیہ کا آرڈر انہیں سنایا اور ان کے برابر لیٹ گئی، جلد ہی وہ سو گئی اسے معلوم ہی نہ ہوسکا کہ اس کی فکر میں وہ رات بھر جاگتی رہی ہیں۔

☼ ☼ ☼

"آپا اٹھ جائیں نا۔ آج کیا ہوگیا ہے آپ کو۔" وہ ان کے سرپر کھڑی چلا رہی تھی۔ فجر کے بعد ان کی آنکھ لگی تھی اور ابھی نو بجے تھے کہ وہ انہیں جگانے لگی مگر صولت ٹس سے مس نہ ہوئی۔وہ تھک کر خود بھی وہیں ان کے پاس لیٹ گئی۔ ملگجے سے اندھیرے میں کب اس کی آنکھ لگی اسے خبر ہی نہیں ہوئی۔ کتنی دیر گزری اسے نہیں پتا تھا صولت کے جھنجوڑنے پر وہ جاگی۔ وقت دیکھ کر اسے جھٹکا لگا تھا۔ فوراً" سے پہلے اس نے مہر کو ٹیکسٹ کیا کہ وہ پونے گھنٹے تک پہنچ جائے گی۔ ٹیکسٹ سینڈ کرکے وہ باتھ روم میں گھس گئی۔وہ نہا کر آئی تو صولت کو بیڈ پر اسی حالت میں بیٹھے دیکھ کر تپ گئی۔

"آپا جلدی کریں۔دیر ہورہی ہے۔" وہ ان کے سر پر کھڑی مچل کر بولی۔ "آپ کو پتا ہے کہ ہم پہلے ہی لیٹ ہوچکے ہیں اور مہر اسے تو آپ سے ملنے کا بھی بہت شوق ہے۔ اب جلدی کریں تیار ہوجائیں۔" وہ ان کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے بولی تو وہ کھڑی ہوگئیں۔وہ بالکل چپ تھیں۔ماہی جب تک تیار ہوئی صولت نہا کر آچکی تھی۔ وہ بال سلجھانے لگیں۔ بال سمیٹ کر انہوں نے دوپٹا لپیٹا اور آئینے میں ایک نگاہ خود کو دیکھا۔ پھر وہ دونوں باہر نکل کر گاڑی میں بیٹھ گئیں۔ گاڑی سیماب چلا رہا تھا۔ماہی اس کے برابر بیٹھی تھی۔

"مہر کے گھر کا پتا ٹھیک طرح سے معلوم ہے نا۔" صولت نے جب تیسری بار یہی سوال دہرایا تو وہ چڑ گئی۔ گاڑی مین روڈ پر رواں دواں تھی۔

"آپا۔ اب اگر آپ نے مجھ سے مزید ایک اور بار یہ سوال پوچھا تو میں سیماب کا سر پھاڑ دوں گی۔" وہ کن انکھیوں سے سیماب کی طرف دیکھ کر بولی۔ سیماب نے یک دم گاڑی کو بریک لگادیے۔

"تم ہر وقت میرے ہی پیچھے کیوں پڑی رہتی ہو؟ اب اگر آپا اس طرح کے سوالات پوچھ رہی ہیں تو تم میرا سر کیوں پھاڑوگی؟" وہ چلا کر بولا۔ماہی کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"آپا کو تو میں کچھ نہیں کہہ سکتی کہ وہ مجھ سے بڑی ہیں۔اس لیے تم ہی بچے ہو۔" وہ کندھے اچکا کر بولی۔

"بی بی بھولو مت۔ میں بھی تم سے پورے چار سال بڑا ہوں۔ عزت کیا کرو میری۔" وہ پھر سے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے بولا۔

"لو جی کرلو گل۔ اب اس چھٹانک بھر کے چھوکرے کی بھی عزت کرنی پڑے گی اور وہ بھی میں۔ یعنی ماہ نور یہ کام کرے؟" وہ یوں بولی جیسے وہ کہیں کی راج کماری ہو اور سیماب ادنیٰ سا ملازم۔ "تم مجھے چھ فٹ کے خوبرو بندے کو چھٹانک بھر کا چھوکرا بول رہی ہو؟" وہ صدمے سے بولا۔ "نہیں چلا رہا۔ بیٹھی رہو۔" اس نے کار کو ایک جھٹکے سے روکا اور غصے سے بولا۔

"تو نہ چلاؤ۔ میں نے تمہارے منتیں نہیں کرنی۔" وہ اک شان بے نیازی سے بولی۔ سیماب نے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

اس کے اطمینان بھرے انداز کو حیرت سے دیکھا۔ پھر اچانک جیسے اس کی یادداشت واپس آگئی۔ ٹریفک سے بھرے روڈ پر گاڑی روکنے کا مطلب اپنے پیچھے چلتے جم غفیر کی بنا سنسر کی ہوئی گالیاں سننا اور کانسٹیبل کی جیب بھی بھرنا تھا۔ وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتا چپ چاپ کار اسٹارٹ کرنے لگا' ماہی کا دل چاہا قہقہہ لگا کر ہنس پڑے اور اس نے ایسا ہی کیا۔ سیماب بڑبڑانے لگا۔

"آپا۔۔۔ آپ کیوں اتنی خاموش اور گم صم ہیں؟" اسے اپنی شرارتوں سے فرصت ملی تو محسوس ہوا کہ صولت آپا اتنی دیر سے بالکل چپ بیٹھی ہیں۔ سیماب کو بھی تشویش ہوئی۔ ان کی طرف سے کوئی جواب موصول نہ ہوا تو اس نے پھر پکارا۔۔۔ "آں۔۔۔ کیا ہوا؟" وہ جیسے کسی گہرے خیال سے چونکیں۔

"آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔" وہ تشویش سے بولی۔ صولت زبردستی مسکرائی۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔ بس اونگھ سی آگئی تھی۔ رات کو ٹھیک طرح سو نہیں پائی' میں اس لیے تھکن سی ہو رہی ہے۔" وہ دھیمی آواز میں بولیں۔ لہجہ واقعی تھکن زدہ تھا۔

"اگر آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں تو ہم نہیں جاتے۔ پھر کسی دن چلے جائیں گے۔ ویسے بھی یہ فیسٹیول ابھی کافی دن چلے گا۔" ماہی نے فوراً" کہا۔

"بالکل بھی نہیں۔ مہر کا گھر بس آنے والا ہے اور وہ بے چاری پچھلے کئی گھنٹوں سے تمہارا انتظار کر رہی ہے اور میری طبیعت بالکل ٹھیک ٹھاک ہے اور کتابیں دیکھ کر کچھ اور بھی فریش ہو جاؤں گی۔" وہ مصنوعی بشاشت سے بولیں۔ ماہی مطمئن سی ہو کر سیدھی ہو گئی۔ کچھ ہی دیر بعد وہ مہر کے بنگلے کے باہر تھے۔

"ماہی۔۔۔ تم اندر چلی جاؤ۔ اگر ہم دونوں بھی گئے تو مہر کی ممی تکلفات میں پڑ جائیں گی۔" ماہی اثبات میں گردن ہلاتی دروازہ کھول کر باہر آگئی۔ اس کے جاتے ہی سیماب سنجیدگی سے صولت کی جانب مڑا۔

"کیا بات ہے؟ چہرہ اس قدر زرد کیوں ہو رہا ہے؟" وہ ان کے چہرے کا جائزہ لیتے ہوئے بولا۔

"بتایا تو کہ تھکن ہو رہی ہے اور بس۔۔۔" وہ جھنجلا کر بولیں۔

"مجھ سے جھوٹ بولنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ آپ بہت پریشان اور گھبرائی ہوئی ہیں' یہ آپ کے چہرے سے ظاہر ہے' اس لیے جھوٹ بولنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ وجہ بتا دیں مجھے۔" وہ بے حد سنجیدہ لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

"وہ۔۔۔ رات کو جب میں ابو کے پاس بیٹھی ان سے باتیں کر رہی تھی تو۔۔۔ انہیں ایک فون آیا۔۔۔ اور جانتے ہو کہ وہ فون کس کا تھا؟ شاہ نواز انکل کا۔" صولت کی بات سن کر وہ جہاں تھا وہیں تھم کر رہ گیا۔

"ایسا کیسے ممکن ہے؟ شاہ نواز انکل۔۔۔ کیسے۔۔۔" وہ بری طرح حیران تھا۔ صولت کا دل چاہ رہا تھا زارو قطار روئے مگر ماہی کسی بھی وقت آسکتی تھی۔ اسی لیے وہ خود پر ضبط کیے بیٹھی تھیں۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ اتنی آسانی سے کیسے؟" وہ اسٹیئرنگ پر مکا مارتے ہوئے غصے سے بولا۔

"ایسا ہو چکا ہے سیماب۔۔۔ ابو بہت زیادہ پریشان ہیں اور امی کو تو اس بات کی خبر بھی نہیں۔ اگر شاہ نواز انکل نے ماہی کو۔۔۔" وہ جملہ مکمل ہی نہ کر پائیں۔

"ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ ہمارے ہوتے ہوئے ماہی کو وہ چھو بھی نہیں سکتا۔ آپ پریشان مت ہوں۔۔۔ پلیز۔۔۔" وہ خود بری طرح پریشان ہو کر رہ گیا تھا۔ مگر اسے تسلی دینے لگا۔ صولت نے تھک کر سیٹ کی پشت سے ٹیک لگالی۔ اگلے دو منٹ بعد ماہی اور مہر دروازے سے باہر آتی دکھائی دیں۔

"السلام علیکم!" گاڑی میں بیٹھتے ہی مہر نے سلام کیا۔ صولت اور سیماب نے جواب دیا۔ سیماب لب بھینچے ڈرائیو کرنے لگا۔ ماہی' صولت اور مہر کا اب باقاعدہ تعارف کروا رہی تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے پہلی مرتبہ مل رہی تھیں' مگر غائبانہ طور پر وہ ایک دوسرے کے بارے میں کافی کچھ جانتی تھیں صولت اور وہ ہلکی پھلکی گفتگو کرنے لگیں۔ ماہی بھی کوئی نہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کوئی لقمہ دے رہی تھی۔ اسے اس بات پر حیران ہورہی تھی کہ سیماب کیوں خاموش ہوگیا تھا۔ اس نے سلام کا جواب دینے کے بعد ایک بار بھی زبان نہیں کھولی تھی۔ بیس منٹ بعد ہی وہ ایکسپو کے سامنے تھے۔ سیماب، صولت اور مہر آگے چل رہی تھیں، جب اس نے رک کر سیماب کو پکارا۔ سیماب نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"پرابلم کیا ہے؟ پہلے صولت آپا خاموش تھیں اور اب اچانک سے تم خاموش ہوگئے۔ کچھ ہوا ہے کیا؟" وہ کھوجتی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ "تم نے ہی تو مجھ سے کہا تھا کہ میں تمہاری فرینڈ کے سامنے اپنی چونچ بند رکھوں تو میں نے تمہارے حکم پر ہی سر جھکا دیا تھا اور چپ بیٹھا رہا تھا۔" وہ مسکرا کر بولا۔

"اوہ... اچھا... میری دوست کے سامنے سنجیدہ بننے کا ڈراما اس لیے کیا جارہا تھا کہ وہ تم سے امپریس ہوجائے... ہے نا...؟" وہ بہت دور کی کوڑی لائی تھی۔

"مجھے کسی کو امپریس کرنے کے لیے ڈرامے کرنے کی ضرورت نہیں۔ مابدولت ہیں ہی اتنے ہینڈسم کہ کوئی بھی لڑکی صرف ایک نظر میں ہی امپریس ہوجائے۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی اندر لے گئی۔ کسی کی دو گہری آنکھوں نے یہ منظر بہت غور سے دیکھا تھا

☆ ☆ ☆

وہ اپنے کمرے میں تنہا تھے۔ عافیہ پڑوس میں گئی ہوئی تھیں اور انہوں نے پہلی دفعہ ان کی غیر موجودگی پر شکر ادا کیا تھا۔ شاہ نواز کی اچانک آمد نے ان کے دل اور دماغ جھنجھوڑ ڈالے تھے۔ انہیں نہ جانے کیوں لگ رہا تھا کہ تاریخ دہرائی جائے گی اور انہیں تاریخ کے دہرائے جانے سے ہی خوف محسوس ہوتا تھا۔ بے چینی نے کچھ اس سرعت سے ان کے وجود کو گھیرا کہ وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھے۔ شاہ نواز کے ایک فون نے ان کی نیندیں اڑا کر رکھ دی تھیں۔ ابھی بھی وہ اسی بارے میں سوچ رہے تھے۔ ان کے موبائل کی بیپ نے ان کا ارتکاز توڑا تھا۔ موبائل کی چمکتی اسکرین پر دکھائی دیتا نمبر ان کی دھڑکنیں بڑھا گیا۔ انہیں پھر سے شاہ نواز احمد فون کررہا تھا۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی کال ریسیو کرنے پر مجبور تھے۔

"ہیلو..." ان کا لہجہ فوراً "سخت ہوگیا تھا۔

"کیسے ہو سالے صاحب..." شاہ نواز کا چہکتا لہجہ ان کے دل پر برچھی چلا گیا تھا۔ ان کی رگوں میں دوڑتا خون کا دوران یک دم تیز ہوا تھا۔ شاہ نواز کے اس ایک جملے نے ان کے زخموں کے کھرنڈ ادھیڑ کر رکھ دیے تھے۔

"مجھے پھر سے کیوں فون کیا ہے تم نے؟" وہ خود پر ضبط کرتے ہوئے بولے۔

"سنا ہے تمہارا بیٹا عالی شان پاکستان واپس آگیا ہے، بمعہ بیوی اور بچی کے ساتھ۔ اپنے سب سے بڑے اور لاڈلے بیٹے کی نافرمانی اور سرکشی دیکھ کر تو دکھ بہت ہوا ہوگا تمہیں بھی اور عافیہ بھرجائی کو بھی..." اس کے لہجے میں تمسخر بھرا تھا۔

"میں نے دیکھا تمہاری پوتی کافی خوب صورت ہے۔ مجھے میری مرحومہ بیوی کی چھاپ بھی دکھائی دی اس میں..." شاہ نواز کے لفظوں کے تیر انہیں بری طرح گھائل کررہے تھے۔

"بکواس بند کرو اپنی۔" وہ اپنا ضبط کھو کر بری طرح چلائے تھے۔ اسی وقت عافیہ کمرے میں داخل ہوئی تھیں اور حیران کھڑی رہ گئیں۔ آفاق احمد کی پشت دروازے کی طرف تھی، وہ ان کی آمد محسوس کرہی نہ پائے۔

"خبردار... خبردار جو میرے بیٹے اور بہو کے قریب بھی بھٹکے تم۔ جان لے لوں گا میں تمہاری۔" وہ غیظ و غضب سے بولے تھے۔ عافیہ وہیں دل تھام کر رہ گئیں۔

"ایک بات تو تم یاد رکھو شاہ نواز... تم کوئی بھی حربہ کیوں نہ استعمال کرلو۔ کتنی ہی درندگی کیوں نہ دکھا دو۔ نہ تمہیں ماہی ملے گی اور نہ ہی ماہی کی جائیداد، یہ بات

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اپنے دماغ میں اچھی طرح بٹھالو اور جو کچھ تمہارے پاس ہے اسی پر قناعت کرو تو بہتر ہے۔" انہوں نے غصے سے کہتے ہوئے اس کی مزید کوئی بات سنے بغیر فون بند کردیا اور اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرالیا۔

"آفاق۔" عافیہ بیگم کے لبوں سے بمشکل ان کا نام ادا ہوا تھا اور پھر وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئیں۔ انہیں کمرے میں موجود پاکر آفاق صاحب حواس باختہ ہوگئے تھے اور تیزی سے ان کی طرف دوڑے تھے۔

"عافیہ تم ٹھیک تو ہونا؟" ان کی زرد رنگت دیکھ کر وہ گھبرا کر بولے۔ پھر انہیں سہارا دے کر بیڈ پر لائے اور پانی پلایا۔ ان کے چہرے کی متغیر رنگت بتا رہی تھی کہ وہ سب سن چکی ہیں۔

"یہ کیسے ہوسکتا ہے آفاق؟ آپ نے تو کہا تھا کہ شاہ نواز کو عمر قید کی سزا ملی ہے۔ وہ باہر نہیں آسکتا۔ پھر وہ۔ وہ جیل سے رہا کیسے ہوگیا؟ ماہی۔ ہماری ماہی کا کیا ہوگا؟" وہ بہت بری طرح خوف زدہ اور پریشان ہوگئی تھیں۔ آفاق صاحب کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ انہیں کس طرح تسلی دیں۔ وہ ان کے دونوں ہاتھوں کو مضبوطی سے تھامے ان پر سر ٹکائے رو رہی تھیں۔

"عافیہ۔ رو ہمت اور تسلی سے میری بات سنو۔" انہوں نے ان کا چہرہ اونچا کرتے ہوئے کہا۔ "تمہیں خدا پر بھروسا ہے نا؟" ان کے نرم لہجے پر پوچھنے پر انہوں نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"تو وہی خدا شاہ نواز جیسے درندے کو اس کے انجام تک پہنچائے گا اور ایک بات یاد رکھو شاہ نواز ماہی کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔ وہ خدا کی حفاظت میں ہے اور جسے اللہ محفوظ رکھے اس پر کوئی بری نگاہ بھی نہیں ڈال سکتا اور ایک بات کا خاص خیال رکھنا۔ تمہارے کسی بھی قسم کے رویے سے ماہی کو اندازہ نہیں ہونا چاہیے کہ کچھ ہوا ہے۔ شاہ نواز کی آمد کے بارے میں اسے کسی طور علم نہیں ہونا چاہیے۔ وہ بہت مشکل سے نارمل ہوئی ہے۔ اگر اسے علم ہوگیا تو اس کی حالت پھر سے بگڑ جائے گی اور میں ماہی کو اس پرانی حالت میں نہیں دیکھ سکتا۔" وہ دکھی لہجے میں بولے۔ وہ ایام یاد کرکے ان کا دل دہل اور تکلیف سے بڑھ لیا۔ عافیہ بیگم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عالی شان کا ہم سے دور رہنا ٹھیک نہیں۔ عالی شان مرد ہے، سارا دن گھر پر بیٹھ کر تو نہیں گزارے گا۔ گھر میں بیوی، بچی اکیلی، کسی وقت کچھ بھی ہوسکتا ہے اور دوسری بات وہ دور رہے گا تو ہر دم پریشانی رہے گی۔ میں ابھی عالی شان کو فون کرتا ہوں۔ تم بھی اپنا دل اس کی طرف سے صاف کرنے کی کوشش کرو۔ آج نہیں تو کل اسے معاف کروگی ہی۔ سو ابھی سے گنجائش پیدا کرنے کی کوشش کرو۔" وہ ان کا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے بولے۔ وہ سر جھکا گئیں۔

☼ ☼ ☼

"تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے گھر میں معجزہ ہوگیا بلکہ معجزات ہو رہے ہیں۔" وہ سنسنی خیز لہجے میں بولی۔ مہر نے کتاب میں سے سر نکال کر اسے دیکھا۔ وہ دونوں کالج کے گراؤنڈ میں بیٹھی تھیں۔

"کیسے معجزات؟" وہ حیران سی پوچھنے لگی۔

"پہلا معجزہ یہ ہے کہ ماہی نے اچانک ہی عالی شان بھائی کو معاف کردیا اور انہیں نہ صرف گھر میں بلکہ دل میں بھی جگہ دے دی ہے اور کل وہ اپنی بیگم اور ننھی پری کے ساتھ ہمارے گھر آئیں گے بلکہ اپنے گھر آئیں گے۔" وہ چہکتے ہوئے بولی۔

"بہت مبارک ہو تمہیں۔ میں نے کہا تھا نا کہ تمہاری ماہی جلد ہی انہیں معاف کردیں گی۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"دوسرا معجزہ تو پہلے معجزے سے بھی بڑا ہے یار۔ تم پہلے یہ دیکھو۔" اس نے جلدی سے سیاہ بیگ میں سے جرنل نکالا اور اس کے سامنے کھول کر رکھ دیا۔

"واقعی معجزہ ہی ہے تم جیسی نکمی لڑکی نے پورا جرنل بنالیا، وہ بھی دو دن کے اندر، واہ بھئی۔" وہ صفحے پلٹتے ہوئے حیران سے بولی۔ ماہی نے منہ بنالیا۔

"جرنل میں نے نہیں بلکہ سیماب نے بنا کر دیا ہے۔ یہ ساری کی ساری ڈائیگرام اسی کے ہاتھوں ان

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

صفحوں پر منتقل ہوئی ہیں۔" وہ جرنل کی طرف اشارہ کر کے بولی۔

"ہائیں۔۔۔ یہ کایا پلٹ کیسے؟" وہ جی بھر کر حیران ہوئی تھی۔ ماہی کی زبانی تو اسے سیماب کے کارناموں کا علم ہوتا رہتا تھا مگر اس روز صولت نے بھی سیماب کے کارناموں کی تفصیل اسے سنائی تھی۔ وہ ماہی کے اکثر کام جان بوجھ کر بگاڑ دیا کرتا تھا اور پھر صولت ہی انہیں درست کرتی اور ہلکان ہوتی رہتیں۔ سیماب تخریبی کارروائیوں کو بھول کر اتنا ٹھیک کام کیسے کر سکتا ہے؟

"حیران ہوئیں نا؟ میں بھی حیران ہوں کہ اچانک ایک ہفتے کے اندر وہ اتنا کیسے سدھر گیا۔ اب تو وہ میرے حصے کی چیزوں پر بھی ہاتھ صاف نہیں کرتا اور نہ ہی مجھے تنگ کرتا ہے' بلکہ اگر میں کہوں کہ کوئی کام کر دو تو بلا چوں چراں میرا کام کر دیتا ہے گا وہ بھی بغیر کسی انعام کے۔" وہ حیران سی بول رہی تھی۔ مہر ابھی اس پر کوئی تبصرہ کرتی کہ بیل کی آواز پر وہ دونوں بات ادھوری چھوڑ کر سامان سمیٹتی کلاس روم میں بڑھ گئیں۔

☼ ☼ ☼

موسم بدل رہا تھا۔ چاروں طرف خوشگواریت سی چھائی ہوئی تھی۔ اسی لیے مہر نے سوچا کہ چائے لان میں پی جائے' ملازمہ کو چائے لان میں لانے کا کہہ کر وہ عائشہ بیگم کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ اپنے کمرے میں اپنے بستر پر بیٹھی تھیں۔ ان کے ارد گرد پرانی تصاویر بکھری تھیں۔ ان کے چہرے پر ملال کے رنگ واضح تھے۔ عائشہ بیگم بھری جوانی میں بیوہ ہو گئی تھیں۔ خوشیوں کی چند ساعتیں ہی انہیں نصیب ہوئی تھیں اور بس۔۔۔ اس کے بعد ان کی زندگی نے بھی سفید رنگ اوڑھ لیا تھا اور مہر کی پرورش میں خود کو گم کر لیا۔ ان کی یادیں دل سے لگائے وہ مہر کو پالتی رہیں۔ اس کام میں شاہ دل نے ان کی بہت مدد کی۔ مہر اپنی ماں کی اعلا ظرفی اور شاہ دل کی محبت کی معترف تھی۔ اس نے عائشہ بیگم کا افسردہ چہرہ دیکھا۔

"مما۔۔۔" اس نے انہیں پکارا۔ وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگیں۔

"آج موسم کافی خوشگوار ہے۔ اس لیے میں نے سوچا کہ آج لان میں ہی چائے پیتے ہیں۔ میں آپ کو اسی لیے بلانے آئی تھی۔" وہ کھڑی کھڑی انہیں بتانے لگی۔ عائشہ بیگم تصاویر سمیٹنے لگیں۔

"تم چلو۔۔۔ میں آتی ہوں۔" وہ بستر سے اٹھ گئیں تو وہ سر ہلاتی باہر نکل آئی۔ عائشہ بیگم نے الماری کھول کر البم اندر رکھا اور پھر لاک لگا کر چابی سائیڈ ٹیبل کی دراز میں ڈال دی۔ اس وقت ان کا دل کس بھنور میں ڈوب ابھر رہا ہے۔ یہ وہی جانتی تھیں' آج شاہ دل کا فون آیا تھا اور اس کا فون آنے کے بعد سے ان کی یہی حالت تھی۔ تنہائی کا ایسا عالم تھا کہ وہ خود سے بھی کچھ کہنے سے قاصر ہو گئی تھیں۔ انہوں نے ایک نگاہ آئینے پر ڈالی۔ دیوار پر لگی تصویر آئینے میں دکھائی دے رہی تھی۔ وہ اس تصویر کو دیکھنے لگیں' دو آنسو ٹوٹ کر ان کے گالوں پر پھسلے تھے۔ انہوں نے اپنے آنسو صاف کیے اور گہری سانس بھر کر خود کو نارمل کیا اور پھر کمرے سے باہر آ گئیں۔ وہ لان میں آئیں تو مہر کو موبائل کے ساتھ مصروف پایا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ ماں کو آتا دیکھ کر بھی اس کی انگلیاں چلتی رہیں۔

"ماہی سے بات کر رہی ہو؟" وہ اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولیں۔

"جی ممی۔۔۔ عالی شان بھائی آ چکے ہیں نا تو خوب رونق لگی ہے گھر میں۔ بس وہی باتیں ہو رہی ہیں۔" وہ مسکرا کر بولی۔ عائشہ بیگم چائے پینے لگیں۔ کچھ دیر بعد اس نے سیل ٹیبل پر رکھ دیا۔ "ممی۔۔۔" چائے کا کپ ہاتھ میں تھامے وہ انہیں پکار بیٹھی۔ "بولو۔۔۔" وہ اس کی جانب متوجہ ہوئیں۔

"ممی۔۔۔ ہمارا گھر کتنا بڑا ہے' پر آسائش ہے مگر پھر بھی سکون نہیں۔ اک عجیب سی خاموشی اور وحشت ہے۔ آج کل میرا دل بہت گھبراتا ہے۔" وہ افسردہ سی ہو کر بولی۔

"ماہی بہت خوش قسمت ہے۔ ان کے چھوٹے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے گھر میں کتنے سارے لوگ رہتے ہیں۔ گھر میں ہر وقت ان کی آوازیں گونجتی رہتی ہیں۔ ہنسی، قہقہے، شرارتیں اور ایک ہمارا گھر۔" وہ ٹھنڈی سانس بھر کر بولی۔

"ممی۔۔۔ ماہی ہر وقت اپنے گھر کے لوگوں کی باتیں کرتی رہتی ہے۔ اس کے پاس اتنی باتیں ہوتی ہیں کہ بس۔۔۔ اور ان باتوں میں بھری محبت۔۔۔ اور جب میری باری آئے بولنے کی تو میرے پاس کچھ ہوتا ہی نہیں بتانے کو۔" مہر کچھ زیادہ ہی حساس ہو رہی تھی۔ وہ خاموشی سے اسے سنتی رہیں۔

"ماہی خوش قسمت ہے تو کیا تم بدقسمت ہو؟" وہ اسے بغور دیکھتے ہوئے بولیں۔

"میں نے تو ایسا نہیں کہا۔ میرے کہنے کا مطلب ہے کہ ہمارے گھر کا ماحول بھی تو اتنا خوشگوار بیت اور خوب صورت ہو سکتا ہے نا۔ اب دیکھیں نا ان کے گھر میں ننھی گڑیا بھی ہے۔ ماہی ہر وقت اس کے ساتھ کھیلتی رہتی ہے۔ اگر چاچو کی شادی ہو جاتی تو اس گھر کی تنہائی بھی کم ہوتی۔ چاچو کے بچوں کے ساتھ میں کھیلتی۔ وہ میرے دوست ہوتے اور آپ کو بھی چچی کی وجہ سے دوسراہٹ کا احساس رہتا۔ کتنا مزہ آتا یہاں لان میں، ہر وقت ہنگامہ ہو رہا ہوتا۔" اس کے لہجے میں حسرت ہی حسرت تھی۔

"شاہ ویل مانتا ہی نہیں تو میں کیا کروں؟" وہ بے بسی سے بولیں۔ وہ خود اکتا چکی تھیں گھر کے کاٹ کھانے والے ماحول سے۔

"آپ کی ہر بات مانتے ہیں وہ۔ یہ بات بھی کسی طرح منوالیں۔" وہ ان کا ہاتھ تھام کر بولی۔

"وہ کب تک یوں بھاگتے رہیں گے؟ شادی نہ کرنے کی کوئی وجہ بھی تو ہو۔ تیس سال کے ہو چکے ہیں وہ۔ ایک دو سال کے بعد تو لوگ اپنی بیٹی دیتے ہوئے بھی اعتراض کریں گے۔ آپ کو تو آج کل کی لڑکیوں کا پتا ہے۔ عمروں کا فرق ان کے لیے بہت معنی رکھتا ہے۔ میری مانیں تو آپ لڑکی ڈھونڈنا شروع کر دیں۔" وہ انہیں ڈرانے لگی۔ وہ گہری سوچ میں گم ہو گئیں۔

"ممی۔۔۔ لڑکی ڈھونڈنے کی بھی کیا ضرورت ہے؟ اپنی صولت آپا ہیں نا۔ ہمارے گھر کے لیے وہ بہترین ہوں گی۔ یقین مانیے ممی۔۔۔ وہ بہت اچھی ہیں۔ ان کی تصویریں تو آپ دیکھ چکی ہیں۔ ایک بار میرے ساتھ ان کے گھر چلیں اور مل آئیں۔ ان کی پوری فیملی بہت نائس ہے۔" اس کا بس نہ چلتا تھا کہ وہ ابھی اسی وقت دونوں کا نکاح پڑھا دے۔ اس کی جلد بازی پر وہ ہنس پڑیں۔

"شاہ ویل سے تو پوچھنے دو۔۔۔" وہ بولیں۔ "ممی آپ ان کی ہاں کے چکر میں صولت آپا کو گنوا دیں گی اور چاچو سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ اتنے عرصے سے ان کی ہاں کے چکر میں ان کی شادی نہیں کی اور عمر یہاں تک پہنچ گئی۔ آپ وہاں سے مطمئن ہو کر چاچو سے بات کیجیے گا اور کہہ دیجیے گا کہ آپ نے ہاں بھی کر دی اور آپ کی خاطر وہ چوں چراں بھی نہیں کریں گے۔" وہ سب کچھ پلان کر کے بیٹھی تھی۔ اس کی بات ان کے دل کو لگی۔ اگر وہ شاہ ویل پر زبردستی کرتیں تو یقیناً" وہ اپنا انکار واپس لے لیتا مگر انہوں نے اس کی مرضی کو ملحوظ خاطر رکھا تھا اور اسی چکر میں اس کی عمر تیس ہو چکی تھی اور آج بھی وہ انکاری تھا۔ وجہ کچھ نہیں تھی۔ بس اس کا دل نہیں مان رہا تھا۔ مہر نے انہیں جو تجویز دی تھی اس پر وہ سنجیدگی سے عمل کرنے کا سوچ رہی تھیں۔

"تم ایک کام کرو، ایک دو دن میں ماہی کے گھر جاؤ اور اس سے اطمینان کے لیے پوچھ لو کہ کہیں صولت کا رشتہ طے تو نہیں ہو گیا اور وجہ بھی بتا دو، تاکہ وہ گھر میں بتا دے اور ان کی اجازت سے میں باقاعدہ رشتہ لے کر جاؤں۔" وہ بولیں۔

"مجھے نہیں لگتا کہ صولت آپا کا رشتہ کہیں طے ہوا ہے، اگر ایسا ہوتا تو وہ ذکر تو ضرور کرتی۔ پھر بھی میں کنفرم کرلوں گی اور ان کی بھابھی سے بھی مل لوں گی۔" وہ مسکرا کر بولی۔

☆ ☆ ☆

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ بے حد انہماک سے ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھی۔ اسی لیے اپنے کمرے میں داخل ہوتی مہر کو نہ دیکھ سکی۔ مہر دبے قدموں اس تک آئی تھی اور اس نے بھاری آواز نکال کر ہاؤ کیا۔ ماہی بری طرح اچھلی اور منہ سے چیخ بھی برآمد کی۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ اپنے سامنے کھڑی مہر کو دیکھ کر اسے خوشگوار سی حیرت ہوئی۔

"زہے نصیب۔۔۔ آج تو بڑے بڑے لوگ آئے ہیں۔" وہ کھڑی ہو چکی تھی اور اب اس کے گلے لگ رہی تھی۔

"تو یہ کمرہ ہے تمہارا؟" وہ دلچسپی سے کمرے کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"صرف میرا نہیں صولت آپا کا بھی یہی کمرہ ہے۔" اس نے مہر کی معلومات میں اضافہ کیا۔

"اسی لیے تو اتنی اچھی حالت میں ہے۔ اگر صرف تمہارا کمرہ ہوتا تو کمرہ کم از کباڑ خانہ زیادہ لگتا۔" وہ اسے چھیڑتے ہوئے بولی تو ماہی نے اسے گھور کر دیکھا۔

"تم بھی طنز کرنا سیکھ گئیں۔؟" وہ مصنوعی خفگی سے بولی تو مہر مسکرا دی اور کمرے پر نظر دوڑانے لگی۔

"چلو آؤ، میں تمہیں اپنا گھر دکھاتی ہوں۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر بولی اور کمرے سے باہر لے آئی۔ راستے میں ہی سیماب کا سامنا ہو گیا۔ رسمی سلام دعا کے دوران مہر نے محسوس کیا کہ وہ بہت گہری نگاہ سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے پھر دوبارہ نگاہ اٹھا کر بات نہیں کی۔ اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا۔ سیماب مسکراتا ہوا چلا گیا۔ پورا گھر گھما کر ماہی اسے چھت پر لے آئی جہاں تازہ ہوا اٹھلاتی پھر رہی تھی۔ مہر نے اپنے بال سمیٹنے کی کوشش کی جو ہوا کی وجہ سے اڑتے پھر رہے تھے۔ ماہی تو اپنے بال ہمیشہ پونی میں قید کر کے رکھتی تھی۔ اس لیے اب اطمینان سے کھڑی تھی۔ شام کا وقت تھا۔ آسمان پر پرندوں کے غول کے غول اڑتے پھر رہے تھے۔ یقیناً" تھکے ہارے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔

"کتنی ٹھنڈی ہوا ہے نا۔" وہ ہوا کی نرمی محسوس کرتے ہوئے بولی ماہی نے مگر اثبات میں سر ہلایا۔

"مہر چلو نیچے چلتے ہیں۔ چائے تیار ہو گئی ہو گی۔" وہ کچھ دیر بعد مہر سے مخاطب ہوئی۔ "مجھے کچھ دیر یہیں رکنا ہے۔ بہت سکون ہے یہاں۔" وہ آنکھیں بند کر کے جذب سے بولی، ماہی اس کے انداز پر ہنس پڑی۔

"ٹھیک ہے میں چائے اوپر منگوا لیتی ہوں، تم تب تک ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کو انجوائے کرو۔" وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولی اور نیچے اتر آئی۔ عائشہ بیگم کے کہنے پر آج وہ ماہی سے نہ صرف ملنے آئی تھی بلکہ ساتھ ہی یہ کنفرم بھی کرنے آئی تھی صولت کا کہیں رشتہ طے تو نہیں؟ مگر اسے یہ بات کہنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ جیسے ہی ماہی آئے گی وہ سب سے پہلے اس سے یہی بات کرے گی۔ آہٹ محسوس کر کے اس نے آنکھیں کھول دیں۔

"ماہی۔۔۔ مجھے تم سے کچھ۔۔۔" وہ بولتے بولتے پلٹی تھی اور اس کے منہ کو بریک لگ گیا۔ سامنے سیماب کھڑا تھا۔

"آپ یہاں۔۔۔؟" وہ حیران ہو کر بولی۔ سیماب کی بے تاب نگاہیں اس کا چہرہ چھو رہی تھیں۔ تیز ہوا سے مہر کے بال اڑ رہے تھے۔ وہ چہرے پر سے بال ہٹانے لگی۔ سیماب کی نگاہوں نے اسے کنفیوز کر دیا تھا۔

"میرے گھر پر میری ہی موجودگی آپ کو حیران کر رہی ہے، حیرت ہے۔" وہ مسکرا کر بولا۔

"نہیں۔۔۔ میرا یہ تو مطلب نہیں تھا؟" وہ بے چاری گھبرا گئی تھی۔

"تو پھر کیا مطلب ہے آپ کا؟" وہ اس کی گھبراہٹ سے حظ اٹھانے لگا۔ آنکھوں میں شرارت سی تھی،

"مجھے لگا کہ ماہی آئی ہے۔"

"اور ماہی کی جگہ آپ مجھے یہاں دیکھ کر۔۔۔"

"میں چلتی ہوں۔۔۔ ماہی میرا انتظار کر رہی ہو گی۔" وہ جلدی سے بولی اور اس کے قریب سے گزرنے لگی۔

"ہو سکتا ہے ماہی کے علاوہ بھی کسی نے آپ کا انتظار کیا ہو۔ کبھی جاننے کی کوشش تو کیجیے۔" سیماب

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے گمبھیر لہجے میں کہا گیا جملہ اس کی سماعتوں میں اتر اتو وہ ٹھہری سی گئی۔ وہ اس پر گہری نگاہ ڈال کر چلا گیا۔ وہ اپنی جگہ سے ہل نہ سکی۔ حیرت نے اس کے قدم منجمد کر دیے تھے۔ ماہی کب آئی اسے پتا نہ چلا۔

"ارے کیا ہوا؟" ماہی نے اس کا شانہ ہلا کر اسے متوجہ کیا۔ وہ ہڑبڑا گئی۔ ماہی اس کی کیفیت پر حیران تھی۔

"تم ٹھیک تو ہو؟" ماہی نے اس کا گال چھو کر کہا تو وہ زبردستی مسکرائی۔ دماغ میں گونجتی آواز کو اس نے نظر انداز کیا اور ماہی کی طرف متوجہ ہوئی۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔ لے آئیں چائے۔" وہ ملازمہ کو سامان رکھتے دیکھ کر بولی۔ سورج ڈوب رہا تھا۔ نارنجی اور ملگجا سا آسمان عجیب ہی کیفیت باندھ رہا تھا۔ ڈوبتے سورج کی آخری کرنیں زمین کو بوسا دیتے الوداع کہہ رہی تھیں۔ صولت اور ماہی کے ساتھ کرسٹینا بھی اوپر آگئی۔ تعارف کے بعد اب باقاعدہ گفتگو ہو رہی تھی۔ ساتھ ساتھ چائے اور دیگر لوازمات سے بھی لطف اٹھایا جا رہا تھا۔ اندھیرا چھا گیا تھا۔ وہ ڈرائیور کے ساتھ گھر آگئی۔ جس مقصد کے لیے وہ آئی تھی وہ تو پوچھ ہی نہ پائی۔ اتنے سارے لوگوں کی موجودگی میں وہ یہ بات نہیں پوچھ پائی تھی۔

وہ جس وقت گھر پہنچی عائشہ بیگم کچن میں مصروف تھیں۔ وہ اپنے کمرے میں آگئی۔ لباس تبدیل کر کے وہ اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ سیماب کی باتیں اس کے دل و دماغ سے چپک کر رہ گئی تھیں۔ پہلی ملاقات میں تو شاید سیماب نے اسے ایک نظر ہی دیکھا تھا اور آج اس سے اس کی دوسری ملاقات ہوئی تھی۔ ایک سرسری ملاقات نے کیا واقعی اس پر اتنا گہرا اثر چھوڑا کہ سیماب کے رنگ ڈھنگ ہی بدل گئے؟ وہ حیران تھی اور پریشان بھی۔

☼ ☼ ☼

"ماہی مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔" سیماب کے سنجیدہ مگر گھبرائے لہجے پر اس نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔ سیماب کے چہرے پر بے چارگی اور مسکنیت طاری تھی۔ اسے اپنے کمرے میں آتا دیکھ کر وہ یہی سمجھی تھی کہ ضرور ہی وہ اس سے کوئی شرارت کرنے کے موڈ میں ہوگا مگر اس کا یوں بولنا اسے چونکا گیا۔ سیماب اس کے برابر بیٹھ گیا۔

"ہاں ہاں بولو... میں سن رہی ہوں۔" وہ اسے بغور دیکھتے ہوئے بولی کہ کہیں اس کا کوئی نیا ڈراما نہ ہو۔

"وہ... وہ تمہاری دوست ہے نا مہر۔" اس کے منہ سے مہر کا نام سن کر اس کے کان کھڑے ہو گئے۔

"ہاں... وہ میری دوست ہے۔ کیوں، تمہیں کوئی تکلیف؟" وہ تیکھے تیور لیے اسے گھور رہی تھی۔ سیماب ان لڑکوں میں آتا تھا جو صف نازک کی طرف ذرا کم ہی متوجہ ہوتے ہیں۔ اس کے منہ سے مہر کا نام سن کر وہ الرٹ ہو گئی تھی اور کچھ روز پہلے مہر کی تصاویر تاڑتے بھی وہ اسے پکڑ چکی تھی۔

"کبھی کسی بات کا جواب ڈھنگ سے بھی دے دیا کرو۔" وہ جھنجلا کر بولا۔

"کیا ہوا مہر کو...؟" اب کی بار ذرا وہ سیدھی ہوئی۔

"اسے تو کچھ نہیں ہوا۔ مگر لگتا ہے مجھے ضرور ہی کچھ ہو گیا ہے۔" وہ اداسی سے بولا۔ اس کے انداز اور جملوں نے ماہی کی آنکھیں باہر نکال دیں۔

"کیا مطلب؟ صاف صاف بولو۔" اس کے اندر کھدبد شروع ہو گئی تھی۔

"ماہی پلیز ہیلپ می... ورنہ تمہارا اکلوتا بھیلا مر جائے گا۔" وہ اس کے ہاتھ پکڑ کر جذباتی لہجے میں بولا، ماہی نے ہاتھ چھڑائے۔

"تم پہلے بتاؤ تو ہوا کیا؟" وہ بے چینی سے بولی۔

"مجھے تمہاری دوست مہر سے محبت ہو گئی ہے۔ میری راتوں کی نیندیں اڑ گئی ہیں۔ دن کا قرار لٹ گیا ہے اور میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" سیماب نے آنکھیں بند کر کے ایک ہی سانس میں ساری بات کہہ ڈالی۔

"کیا۔" وہ چیخی۔ سیماب نے آنکھیں کھول دیں۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"تم سچ کہہ رہے ہو؟" وہ بے یقین تھی۔ اس نے ہاں میں سرہلایا۔

"وہ تو اس لیے۔۔۔ موصوف میرا اسیل چوری کر کے تصویریں تاڑا کرتے تھے اور جو اتنے دن سے آپ مجھے کالج چھوڑنے اور لے جانے کا کام انجام دے رہے ہیں' اس کے پیچھے آپ کی یہ نیت چھپی ہوئی تھی۔" اس نے سیماب کا کان موڑا۔ سیماب نے ٹھنڈی سانس بھری۔ اس نے ماہی کی غلط فہمی دور کرنے کی کوشش نہیں کی۔

"تم پلیز میرا ایک کام کر دو۔" وہ اس کی گھورتی نظروں کے جواب میں منت بھرے لہجے میں بولا۔

"ہرگز نہیں۔۔۔ میں کوئی بھی فضول کام نہیں کروں گی۔ اگر تم میرے کزن ہو تو وہ بھی میری دوست ہے۔ میں اس سے ایسی کوئی بھی فضول بات نہیں کرنے والی۔" اس نے بدک کر کہا۔

"ماہی۔۔۔ پہلے پوری بات تو سن لیا کرو۔" وہ اس کے انداز پر جھنجلا گیا۔ ماہی نے منہ بنا کر اسے دیکھا۔

"ماہی۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ تم صرف مہر سے اتنا جاننے کی کوشش کرو کہ وہ کہیں اور کمٹڈ تو نہیں۔ اگر ایسا کچھ نہیں تو پھر تم امی اور صولت آپا سے بات کرو' تاکہ وہ مہر کے گھر جلد سے جلد رشتہ لے کر جائیں۔" وہ سنجیدہ مگر بے تابانہ لہجے میں بولا۔

"سیماب۔۔۔ میری دوست ہرگز ایسی نہیں کہ شادی سے پہلے کسی اور سے محبت کرے۔" وہ بولی تو اس کا دل چاہا اس کے چھوٹے دماغ پر تھپڑ لگائے۔

"حد ہے بھئی۔۔۔ میں نے تو صرف اطمینان کے لیے کہا تھا اور دوسری بات کہ کیا صرف ایسے ویسے لوگ ہی شادی سے پہلے محبت کرتے ہیں؟" وہ اس کے سر پر چپت لگا کر بولا۔

"میری نظر سے دیکھو تو شادی سے پہلے محبت کرنے والے لوگ تمہیں ایسے ویسے ہی لگیں گے۔" وہ شرارت سے بولی۔

"ویسے میں بہت خوش ہوں' پہلی مرتبہ تم نے عقل مندی کا کام کیا ہے۔ ایک ایسی لڑکی سے محبت کی جو واقعی چاہے جانے کے قابل ہے۔" وہ بہت خوش لگ رہی تھی۔ سیماب مسکرا گیا۔

✡ ✡ ✡

"مہر۔۔۔ تم سے ایک بات پوچھوں؟" یہ بریک ٹائم تھا۔ ادھر ادھر کی باتوں کے بعد ماہی نے اس سے بات کرنے کا سوچا۔

"ہاں پوچھو۔۔۔" وہ اپنا چہرہ اس کی جانب موڑتے ہوئے بولی۔ "تم نے کسی سے محبت کی ہے؟" ماہی کے سوال پر مہر جو جوس کے گھونٹ بھر رہی تھی اسے کھانسی لگ گئی۔ "خیریت نا بی بی۔۔۔ آج تمہیں محبت کیسے یاد آگئی؟" وہ آنکھوں سے بہتا پانی صاف کرتے ہوئے بولی۔ ماہی کو اس طرح کی گفتگو میں ذرا بھی دلچسپی نہیں تھی۔ اسی لیے اس کے اس سوال پر مہر کا حیران ہونا لازمی تھا۔

"بس آگئی یاد' تم بتاؤ۔ کبھی محبت ہوئی کسی سے؟" وہ نفی میں سرہلانے لگی۔

"کوئی دل کو بھایا؟" اس کے اگلے سوال پر یکایک دماغ کی اسکرین پر ایک تصویر روشن ہوئی تھی۔ مہر بری طرح ہڑبڑا گئی اور شدت سے نفی میں سرہلایا۔

"ایگزامز قریب آنے والے ہیں اور ایسے دنوں میں اچانک سے تم محبت محبت کیوں کرنے لگیں۔" وہ خود کو نارمل کرتے ہوئے بولی۔ "کہیں تمہیں بھی تو کسی سے۔۔۔" مہر نے اسے چھیڑتے ہوئے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ ماہی کے چہرے کا رنگ تیزی سے بدلا تھا۔

"مجھے اپنی فیملی سے بے حد محبت ہے' اس کے علاوہ کسی اور سے محبت کرنا میرے بس میں نہیں۔" اس کے سرد لہجے پر وہ چونک گئی تھی۔

"کیا مطلب ماہی؟" اس کے لہجے کے غیر معمولی پن پر مہر حیران ہو گئی تھی۔

"کوئی مطلب نہیں۔ میری بے سروپا باتوں کے معنی ڈھونڈنے لگو گی تو پاگل ہو جاؤ گی اور میں نہیں چاہتی کہ میری بے حد پیاری اور اکلوتی دوست پاگل کہلائے۔" اس نے شرارت سے کہا۔ مہر ہنس دی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"ماہی یاد آیا... مجھے تم سے ضروری بات پوچھنی تھی۔ صولت آپا کا رشتہ تو کہیں طے نہیں ہے نا؟" اسے اچانک سے یاد آگیا تھا اور اس نے فوراً" پوچھ لیا کہ کہیں پھر سے یہ بات رہ نہ جائے۔

"رشتہ... ارے ان کا تو نکاح ہوچکا ہے۔ دو سال پہلے۔" وہ عام سے انداز میں بولی۔ مہر کا منہ بن گیا۔

"اسے تمہیں کیوں صدمہ لگ گیا؟" وہ اس کی خاموشی محسوس کرکے بولی۔

"تم نے یہ بات مجھے پہلے کیوں نہیں بتائی؟" اس نے ماہی کے کندھے پر مکا مارا تھا۔ وہ حقیقتاً" صدمے میں تھی۔ ماہی اس کے اس انداز پر حیران پریشان سی اسے دیکھنے لگی۔

"تمہیں پتا ہے' تصور ہی تصور میں، میں انہیں اپنی چچی جان بناچکی تھی۔ تم نے تو میرے ارمانوں پر اوس ہی ڈال دی۔" وہ صدمے سے بولی۔

"اب مجھے کیا پتا تھا کہ تم میری آپا پر نظریں گاڑے بیٹھے ہو۔ مجھے خبر ہوتی تو میں تمہیں پہلے ہی آگاہ کردیتی۔ صولت آپا کا تو کب کا نکاح ہوچکا' چند ماہ میں ان کی رخصتی بھی کردی جائے گی۔ صولت آپا کا غم نہ مناؤ اور اپنے بڈھے چاچو کے لیے لڑکی تلاش کرلو۔ ورنہ یہ نہ ہو کہ وہ ساری عمر کنوارے بیٹھے رہیں۔" اس نے مہر کو چھیڑا تھا۔ جس پر مہر نے اس کی پونی کھینچی تھی۔ وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

☆ ☆ ☆

وہ بیڈ کی پشت سے سر ٹکائے گہری سوچ میں گم تھیں۔ آفاق صاحب کمرے میں داخل ہوئے تو انہیں یوں پریشان بیٹھا دیکھ کر ان کے برابر آبیٹھے۔

"تم کیا سوچ رہی ہو؟" وہ انہیں دیکھتے ہوئے بولے۔ عافیہ ان کی آواز سن کر چونکیں اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئیں۔

"میں... ماہی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔" انہوں نے گہری سانس خارج کرکے کہا۔

"ماہی کے بارے میں کیا سوچ رہی تھیں؟"

"یہی کہ شاہ نواز کو جیل سے باہر آئے کافی دن ہوگئے۔ اس نے ماہی سے نہ ملنے کی کوشش کی اور نہ ہی دوبارہ ہمیں پریشان کیا۔ وہ اتنا خاموش اور پرسکون کیوں ہے؟" ان کے ذہن میں اٹھنے والے سوالات زبان پر آگئے۔

"حیران تو میں بھی ہوں کہ وہ چپ کیوں ہے؟" وہ بیڈ پر سیدھے ہو کر لیٹتے ہوئے بولے۔

"مجھے تو اس کی خاموشی سے بھی خوف آتا ہے۔ کاش کہ میں سیماب اور ماہی کی شادی کرواسکتی کم از کم..."

"کیا بکواس کررہی ہو؟ وہ دونوں دودھ شریک بہن بھائی ہیں' کچھ تو خوف خدا کرو۔" وہ یک دم غضب ناک ہو کر بولے۔

"آفاق مجھے دودھ شریک بہن بھائی کے رشتے کی اہمیت کی خبر ہے۔ اگر میں اس وقت سیماب کو فضیلہ کی گود میں نہ ڈالتی تو..."

"جو ہونا تھا ہوچکا۔ فضیلہ کی ذہنی حالت کو دیکھ کر تم نے اپنی اولاد اسے دی تھی۔ یہ فیصلہ اس وقت کے لحاظ سے بالکل درست تھا۔ اگر تم اس وقت سیماب کو اس کی گود میں نہ ڈالتی تو شاید وہ پاگل ہوجاتی۔" فضیلہ کا بے حال حلیہ' ویران چہرہ ان کی آنکھوں کے سامنے گھوم گیا۔

"بھلے ہی وہ پاگل ہوجاتی۔ اگر وہ پاگل ہوجاتی تو اس کی موت اتنی اذیت ناک تو نہ ہوتی۔" عافیہ تکلیف سے بولیں۔ انہیں فضیلہ بھولتی ہی نہ تھی۔ اس گھر کا کوئی بھی فرد انہیں بھول ہی نہیں سکتا تھا۔ مگر صرف ماہی کی وجہ سے فضیلہ کا ذکر نہیں کیا جاتا تھا۔ عافیہ اکثر اکیلے میں انہیں یاد کرتی تھیں' پھر ان کے آنسو تھمتے ہی نہ تھے۔ آج بھی یہی ہوا تھا۔ بات کہاں سے کہاں پہنچ گئی تھی۔ آفاق صاحب بھی چپ ہوگئے' نہ جانے کتنے لمحے گزر گئے۔ دروازہ بجنے کی آواز پر وہ دونوں چونکے تھے۔ عافیہ نے تیزی سے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔

"آجاؤ..." آفاق صاحب نے کہا تو دروازہ کھول کر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ماہی اندر داخل ہوئی۔
"میں آجاؤں؟" وہ کمرے میں کھڑی شرارت سے پوچھ رہی تھی، وہ ہنس پڑے۔
"آؤ۔ آؤ بیٹا۔" وہ خوش دلی سے بولے، تو وہ ان کے پاس بیٹھ گئی۔
"ماں۔ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟ آپ روئی ہیں کیا؟" وہ ان کے چہرے پر نظر پڑتے ہی بولی۔
"ماموں نے تو آپ کچھ نہیں کہا؟" وہ آفاق صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔
"ارے۔ ہماری اتنی مجال کہ تمہاری ممانی صاحب کو کچھ کہہ سکیں۔ ان کے سر میں درد ہے۔ بس اسی لیے چہرہ اترا ہوا لگ رہا ہے۔ ابھی دوا کھائی ہے، سو جائیں گی تو ٹھیک ہو جائے گی طبیعت۔" انہوں نے جھوٹ گھڑا۔
"میں آپ کا سر دبا دوں؟"
"ارے نہیں بیٹا اس کی ضرورت نہیں۔ تمہارے ماموں کی تو عادت ہے معمولی باتوں کو بھی ہوا بنا دیتے ہیں۔ آج اتنے دن بعد ہمارے کمرے میں آپ کی آمد کیسے؟" وہ بات بدلتے ہوئے بولیں۔
"سیماب کہہ رہا تھا کہ آج راشدہ آنٹی کا فون آیا تھا۔ شادی کی تاریخ کے لیے۔ مجھے یہ کہنا تھا کہ آپ پلیز شادی کی تاریخ ذرا لیٹ رکھیے گا۔ میرے ایگزامز اگلے مہینے سے شروع ہیں۔ اگر قریب کی تاریخ رکھی تو میں نہ تو انجوائے کر سکوں گی اور نہ ہی پڑھائی ہو پائے گی مجھ سے۔" اس نے مسکین شکل بنا کر کہا۔ وہ مسکرائے۔
"تم مجھے نہ بھی کہتی تو بھی میں تمہارے امتحانات کے ختم ہو جانے کے بعد ہی کی تاریخ دیتا۔ صولت کی بہن بھی تم، سہیلی بھی تم۔ اگر تم ہی انجوائے نہ کر سکو۔ رسموں میں شامل نہ ہو تو یہ تو اچھی بات نہیں نا۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر بولے۔
"تھینک یو سو مچ۔ میں ابھی سیماب کو جا کر بتاتی ہوں۔" وہ اچھلتی کودتی کمرے سے باہر بھاگ گئی۔
اب پھر سے ان کے کمرے میں سناٹا تھا۔

☆ ☆ ☆

"وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔ اسے کالج میں داخلہ لینا، مہر سے دوستی ہونا کل کی بات لگتی تھی اور اب اس کے امتحانات شروع ہونے کو تھے۔ کالج میں نصاب کی تکمیل کے فوراً" بعد سے ہی ان کے کالج کی چھٹیاں ہو گئی تھیں۔ مہر اور ماہی دونوں کے دن اور رات پڑھائی میں گزر رہے تھے۔ عافیہ بھی اس کے لیے دودھ کا گلاس پکڑے اس کے کمرے میں جاتی دکھائی دے رہی ہوتیں، تو کبھی اسے زبردستی بادام کھلا رہی ہوتیں اور کبھی غذائیت سے بھرپور حلوے اس کی خاطر تیار کیے جا رہے ہوتے۔ وہ یہ سب بہت انجوائے بھی کر رہی تھی۔ سیماب کو جلانے اور چھیڑنے کا نادر موقع بھی تو اس کے ہاتھ لگ گیا تھا۔ عافیہ اسے ماہی کے نام سے بنائی جانے والی کسی بھی چیز کا صفایا نہیں کرنے دے رہی تھیں۔ سیماب بے چارہ دل مسوس کر رہ جاتا۔
امتحانات تو سب کے ہوتے تھے مگر جتنی خاطر داری ماہی کی جاتی تھی اور جتنا پروٹوکول اسے ملتا تھا۔ اس گھر کے کسی بچے کو اتنا نہیں ملا تھا۔ عافیہ کا بس نہ چلتا تھا کہ وہ اسے اپنی پلکوں پر بٹھا کر رکھیں۔ سب ہی ان کے جذبات سے آگاہ تھے اور عافیہ کے دل میں موجود ڈر سے بھی وہ سب بخوبی واقف تھے۔ اسی لیے ان کی بے شمار محبتوں اور شدتوں پر بس مسکرایا جاتا تھا۔
"میرے بچے کو نیند آ رہی ہے؟" انہوں نے بے حد پیار سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔
ان دونوں کے پیپرز بہت اچھے ہوئے تھے۔ آخری پیپر والے دن اس کی ضد کر کے گول گپے اور چاٹ کھائی تھی۔ وہ بھی ٹھیلے پر کھڑے ہو کر۔ مہر اور سیماب بھی اس کے ساتھ تھے۔ ان دونوں کو تو کچھ نہیں ہوا البتہ گھر پہنچتے ہی اس کی طبیعت خراب ہو گئی اور مصیبت یہ کہ صولت کی خالہ ساس اور ان کی فیملی شادی کی تاریخ مانگنے آئے ہوئے تھے۔ وہ کچھ دیر ان کے ساتھ بیٹھی۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ ابھی اور بیٹھے مگر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پیٹ کی گڑبڑ نے اسے اٹھنے پر مجبور کردیا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل ہی نہ سکی تھی۔ باہر کی چیزوں نے اپنا اثر دکھایا تھا اور وہ بستر پر نڈھال پڑی تھی۔ اس نے سیماب کو ٹیکسٹ کرکے کمرے میں بلایا۔

"کیا ہوا ماہی؟" وہ اندر آیا تو اس کا زرد چہرہ دیکھ کر گھبرا گیا۔

"تم نے کس نیت سے مجھے گول گپے اور چاٹ کھلائی تھی؟ ہضم ہی نہیں ہوئی۔" وہ کراہتے ہوئے بولی۔

"الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ زبردستی یہ چیزیں کھائی ہیں تم نے۔ میں نے منع بھی کیا تھا کہ گرمی کا موسم ہے، تمہارا معدہ کمزور ہے مگر نہیں۔ اب اٹھو اور چلو ڈاکٹر کے پاس۔" وہ ناراض لہجے میں بولا۔

"کیوں مجھے بے موت مروانا چاہتے ہو۔ ماں کو پتا چلا تو میری بہت کلاس لیں گی وہ۔ تم میرے لیے میڈیسن لے آؤ نا۔ باہر مہمان ہیں۔ اگر گھر والوں کو پتا چلا تو وہ مہمانوں کو چھوڑ کر میری خاطرداری میں لگ جائیں گے اور پھر راشدہ آنٹی جل جل کر رہ جائیں گی۔" وہ شرارتی لہجے میں بولی۔ بات تو ٹھیک تھی اس کی سیماب چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ آیا تو اس کے ہاتھ میں دواؤں کا چھوٹا سا شاپر تھا۔

"اگر ان دواؤں سے آرام نہ آیا تو پھر شرافت سے میرے ساتھ چلنا۔" وہ اسے گولیاں اور پانی پکڑاتے ہوئے بولا۔ اس نے جھٹ اثبات میں سر ہلایا۔

"سیماب۔۔۔ میں سو رہی ہوں۔ تم لائٹ آف کردو۔" وہ بے حد تھکی ہوئی تھی۔ وہ باہر آیا تو ماہی کی غیر موجودگی کا سب نے نوٹس لیا۔

"آج ہی تو اس کے پیپرز ختم ہوئے ہیں۔ بہت تھک گئی تھی وہ، میں نے ہی اسے زبردستی سونے کو کہا۔" وہ نارمل لہجے میں بولا۔

"ماہی اور رات بھر جاگے ناممکن۔۔۔" راشدہ نے کہا تھا۔

"ماہی نہ صرف رات بھر جاگی ہے بلکہ خوب دل لگا کر پڑھائی بھی کی ہے۔ یقیناً بہت بہترین نمبرز آئیں گے اس کے۔" عافیہ محبت سے بولی تھیں۔ تب ہی صولت نے آکر کہا۔

"میں نے کھانا لگا دیا ہے۔ آپ سب آجائیں۔" اس نے دھیمے لہجے میں کہا تھا، سب اپنی اپنی نشستوں سے اٹھنے لگے۔

☼ ☼ ☼

شادی کی تاریخ کیا طے ہوئی، گھر بھر میں ہنگامے جاگ اٹھے۔ یہ پندرہ دن، دن رات بازاروں کے چکر، سامان کی خریداری میں گزر گئے۔ باقی کے پانچ دن رہ گئے تھے۔ سیماب ہر روز ماہی کے کان کھاتا۔ جس دن شادی کے کارڈز چھپ کر آئے اسی روز ماہی، عافیہ کے پاس آئی۔ "ماں مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔" وہ ان کے پاس آکر سیدھے لہجے میں بولی۔ وہ گھما پھرا کر بات نہیں کرسکتی تھی۔ صاف سیدھے چند لفظوں میں بات بیان کردی۔ عافیہ اسے دیکھ کر مسکرائیں۔

"بولو۔۔۔" وہ اسے اپنے قریب بٹھاتے ہوئے بولیں۔

"ماں۔۔۔ مجھے یہ کہنا تھا کہ سیماب کی خواہش ہے کہ میری دوست مہر اس کی زندگی میں شامل ہوجائے۔ وہ مہر کی محبت میں مبتلا ہوچکا ہے اور چاہتا ہے کہ آپ جلد از جلد اسے سیماب کے نام کی انگوٹھی پہنا دیں۔ پچھلے ایک مہینے سے وہ میرے کان کھا رہا ہے کہ میں آپ سے بات کروں مگر مصروفیت اتنی تھی کہ بات ہو ہی نہیں پائی۔" اس نے اتنی بڑی بات ان سے یوں کہہ دی جیسے وہ موسم کا حال بیان کررہی ہو۔ اس کی بات اتنی غیر متوقع تھی کہ عافیہ بہت دیر تک کچھ بول ہی نہ پائیں۔ ان کی خاموشی نے ماہی کو پریشان کردیا۔

"کیا ہوا ماں؟ آپ کو مہر پسند نہیں کیا؟" وہ ڈرتے دل سے بولی۔

"مہر کو کوئی بے وقوف ہی ناپسند کرے گا۔" وہ مسکرا کر بولیں۔

"پھر آپ اچانک چپ کیوں ہوگئیں؟" وہ ان کی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

مسکراہٹ دیکھ کر کچھ پرسکون ہو کر بولی۔

"تم نے بغیر کسی تمہید' اشارے کے سب کہہ دیا' مجھے حیران تو ہونا ہی تھا۔ میں ایسی کسی بات کے لیے ذہنی طور پر تیار نہ تھی۔ مہر بہت اچھی لڑکی ہے۔ سیماب کا بھی آخری سال چل رہا ہے۔ ان کی منگنی کردینے میں کوئی حرج بھی نہیں۔ تمہارے ماموں سے بات کرتی ہوں۔ مہر کے گھر والے راضی ہو جائیں گے۔ ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں۔" وہ پرسکون لہجے میں بولیں۔ ماہی ہاں میں جواب پاکر اندر تک سرشار ہو گئی تھی۔

"میں ابھی یہ خوش خبری سیماب کو سنا کر آتی ہوں۔" وہ کھلکھلاتی ہوئی کمرے سے باہر بھاگی۔ وہ اس کی معصومیت پر مسکرا اٹھیں۔ لمحے بھر میں ان کی نگاہوں کے سامنے کسی کا چہرہ چمکا تھا۔ وہ بھی تو ایسی ہی تھی' زندگی سے بھرپور' ہاں مگر اس کے دل میں کوئی خوف نہیں ہوا کرتا تھا۔ وہ ہر طرح سے آزاد تھی۔ ان کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔

☼ ☼ ☼

مشاورت کے بعد یہ طے پایا گیا کہ کارڈ دینے کے بہانے مہر کی فیملی سے مل لیا جائے گا اور مزید ایک دو ملاقاتوں کے بعد رشتے کی بات کی جائے گی۔ اگلے ہی دن ماہی نے اسے فون کرکے اپنی آمد کی اطلاع دی۔ عافیہ' ماہی اور سیماب کا جانا طے ہوا تھا۔ ماہی تیار ہو کر سیماب کے کمرے میں آگئی۔ وہ اس کی تیاری دیکھتے ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو گئی۔ اس کی موجودگی میں وہ پانچ بار بال بنا چکا تھا۔ اس کے ہنسنے پر وہ خائف ہو گیا۔

"تم کیوں کھی کھی کررہی ہو؟" وہ جل کر بولا۔

"تم تو لڑکیوں سے بھی چار ہاتھ آگے ہو۔ یوں تیار ہو رہے ہو جیسے آج تمہارا بردکھوا ہے۔" وہ اسے چھیڑنے لگی۔

"تو بردکھوا ہی سمجھو لو۔ میری ہونے والی ساس آج مجھ سے پہلی بار ملاقات کریں گی اور تمہیں تو پتا ہے کہ پہلا امپریشن کس قدر اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔" وہ اس کی پیاری سی ناک دبا کر بولا۔ آخری بار آئینے میں خود کو دیکھا۔ ماہی نے دل ہی دل میں ماشاء اللہ کہا۔ اندرونی خوشی کے باعث سیماب کا چہرہ دمک رہا تھا۔ دونوں کمرے سے باہر آئے۔ سیماب کے ہاتھ میں گاڑی کی چابی تھی۔ انداز میں سرشاری۔ عافیہ نے اس کے تیور ملاحظہ کیے تو اپنی مسکراہٹ قابو نہ کرسکیں۔ وہ انہیں دیکھ کر جھینپ گیا۔ ماہی مسلسل اس کے ساتھ چپکی اس کے کان میں بولے جارہی تھی۔ سیماب عافیہ کی موجودگی کے باعث چپ تھا۔ ورنہ ماہی کا بولنا برداشت نہ کرتا۔ سارا راستہ وہ اس کے ضبط کا امتحان لیتی رہی۔

وہ ان کے گھر پہنچے تو مہر کو اپنا منتظر پایا۔ گلابی رنگ کے لباس میں ملبوس سادہ سا چہرہ لیے وہ گزرتی شام کا حصہ لگ رہی تھی۔ سیماب کی نگاہیں اس پر ٹھہریں سی تھیں۔ وہ ان کے قریب آگئی۔

"السلام علیکم!" اس نے سلام میں پہل کیا۔ عافیہ نے اسے گلے لگا کر پیار کیا۔ سیماب کی موجودگی کے باعث وہ جھینپ گئی تھی۔ مہر کو یوں دیکھتا پاکر ماہی نے اسے زور کا ٹھوکا دیا۔ سیماب نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔ اس کی ہمراہی میں وہ اندر آگئے۔

"میں امی کو بلا کر لاتی ہوں۔" وہ انہیں لاؤنج میں بٹھا کر اندر غائب ہو گئی۔ چند ہی منٹ میں عائشہ بیگم بھی آگئیں۔ کافی گرم جوشی سے اور محبت سے ملیں۔ عافیہ کو پہلی نظر میں ہی گھر والے بھا گئے اور عائشہ بیگم کا بھی کچھ ایسا ہی خیال تھا۔ مہر ماں کے برابر چپکی بیٹھی تھی۔ سیماب کی وجہ سے وہ چپ بیٹھی تھی۔ ماہی اسے پریشان دیکھ کر سیماب کی طرف مڑی۔

"بدتمیز انسان۔۔۔۔ میری دوست کو ذرا کم گھورو۔ ورنہ میں تمہاری شکایت کروں گی۔ بے چاری کو کنفیوژ کردیا ہے۔" وہ دھیمے مگر غراتے لہجے میں بولی اور ایک بار پھر اس کے بازو پر چٹکی کاٹی' وہ بلبلا گیا۔

"تم آج گھر پہنچو' سارے بدلے لوں گا۔" وہ بھی اسے دھمکانے لگا۔ مہر کی ممانے مہر کو اشارہ کیا تو وہ اٹھ کر چلی گئی۔ ماہی بور ہونے لگی۔ دونوں خواتین نہ جانے کون سی کہانیاں ایک دوسرے کو سنانے میں مگن

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھیں۔ وہ بھی سننے لگی کہ اسے اپنے پیروں پر نرم سا احساس ہوا جیسے ریشم چھو گیا ہو۔ وہ چونک گئی اور اپنے پاؤں دیکھے' جہاں ایک بے حد خوب صورت سفید رنگ کی بلی موجود تھی اور اس کے پاؤں پر اپنا وجود رگڑ رہی تھی۔

"ارے... اتنی پیاری بلی کس کی ہے؟؟" اس نے فوراً" ہی جھک کر اسے اٹھایا تھا اور پیار کرنے لگی تھی۔

"یہ ریٹا ہے۔ شاہ دل کی بلی ہے۔" عائشہ بیگم نے مسکرا کر کہا۔

"یہ تو بہت کیوٹ ہے۔" وہ اس کے ریشم بالوں پر پیار کرتے ہوئے بولی۔ ماہی بلی کے ساتھ مصروف ہوگئی۔ دھیمی آواز میں باتیں کرنے لگی۔ اسے بلیاں خود بہت پسند تھیں مگر صولت بلیوں سے بہت ڈرتی تھی۔ بلی دیکھتے ہی اس کا سانس رک جاتا۔ ان کی وجہ سے اس نے کبھی بھی بلی پالنے کی ضد نہیں کی۔ اتنی خوب صورت نیلی آنکھوں والی بلی پر اسے بہت پیار آرہا تھا۔ مہر کچن میں مصروف تھی۔

"آنٹی... میں ذرا لان کی سیر کر آتی ہوں۔" وہ کھڑی ہوگئی۔ عافیہ نے بھی اسے نہ ٹوکا۔ ہماری ماہی کو بلیاں بہت پسند ہیں۔" عافیہ نے اسے باہر جاتا دیکھ کر کہا۔

"ہمارے شاہ دل کو بھی بہت لگاؤ ہے جانوروں سے۔" وہ بھی بتانے لگیں۔ ماہی لان میں آگئی۔ بڑے بڑے پول روشن کردیے گئے تھے۔ سورج ڈوبنے کا وقت اسے بہت پسند تھا۔ جب اندھیرا نیلے آسمان پر دھبوں کی مانند نمایاں ہو رہا ہوتا اور آہستہ آہستہ یہ دھبے پورے آسمان پر چھا جاتے۔ وہ اسے ہاتھوں میں تھام کر آسمان تکنے لگی' پھر لان میں گھومتے گھومتے دوسری طرف آگئی اور سبز فرش پر بیٹھ گئی۔ ریٹا بھی لمحہ بھر میں اس سے مانوس ہوگئی تھی۔ وہ ارد گرد سے بے نیاز اس میں مگن تھی۔ اس بات سے انجان کہ کسی کی آنکھوں نے اس کی معصوم اداؤں کو ہمیشہ کے لیے اپنی نگاہوں میں ثبت کرلیا ہے۔

☆ ☆ ☆

شاہ دل کی اداس نگاہیں اپنے کمرے کی دیوار پر جمی تھیں جہاں ایک فل سائز تصویر بجی تھی۔ اس تصویر میں وہ تھا' اس کی ماں جیسی بھابھی عائشہ تھیں۔ اس کی بیٹیوں جیسی بھتیجی گل مہر تھی اور جان سے عزیز بھائی دلاور' جن کی جادوگر شخصیت اب مٹی میں مل چکی تھی۔ ان سب کے چہروں پر خوشیوں بھری مسکراہٹ تھی۔ وہ چاروں ساتھ تھے۔ بہت خوش تھے' منظر مکمل تھا۔ زندگی سے بھرپور مسکراہٹ' چمکتی آنکھیں اور نرم تاثر' سب خواب ہوچکا تھا۔ اس ایک شخص کے جانے سے زندگی کے معنی بدل گئے تھے۔ مہر یتیم ہوگئی۔ عائشہ بیگم سہاگن سے بیوہ اور وہ... وہ بھی جیسے معذور ہوگیا تھا۔ اس ایک انسان سے کتنے رشتے جڑے تھے ان کے جانے کے بعد سے وہ زندہ تو تھے مگر جینا بھول گئے تھے۔ وقت نے گزرتے گزرتے ان کا درد کم کردیا تھا مگر آج بھی ان کی یادانہیں آبدیدہ کردیتی تھی۔

مگر آج تو اسے وہی اذیت ہو رہی تھی' وہی تکلیف محسوس ہو رہی تھی جو دلاور کی موت کے وقت ہوئی تھی۔ شاہ دل کی آنکھیں لہو ہوگئی تھیں اور دل جیسے شدت غم سے پھٹنے کو تھا۔ بدلے کی آگ میں وہ بری طرح تڑپ رہا تھا۔ اس کا وجود جھلس رہا تھا۔ یہ جلن تو برسوں سے اسے بے چین کررہی تھی۔ دلاور کا قاتل پھر سے آزادی سے گھوم رہا تھا اور وہ اب تک اس کا کچھ بگاڑ نہیں پایا تھا۔ پیسہ' طاقت' سورس ہوتے ہوئے بھی وہ اب تک بدلہ نہیں لے پایا تھا۔ عجیب احساس بے بسی تھا۔ وہ بے چین ہو کر دریچے میں آکر کھڑا ہوگیا۔ شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔ ٹھنڈی ہوا نے اس کے چہرے کو چھوا تو کچھ سکون کا احساس ہوا۔ اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ سر درد سے پھٹا جارہا تھا۔ وہ خود کو ریلیکس کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ تب ہی اس کی کانوں میں کسی کی کھلکھلاہٹ گونجی' آواز مہر کی نہیں تھی۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور حیرانی سے لان میں دیکھنے لگا۔ وہ جو کوئی بھی تھی صبح کی پہلی کرن جیسی چمکیلی اور روشن تھی۔ لان میں لگی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

لائٹس کی روشنی کی وجہ سے وہ بالکل صاف دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے ہاتھوں میں ننھی سی گیند تھی جسے وہ اچھالتی اور شاہ دل کی لاڈلی بلی گیند کے پیچھے بھاگتی۔

"یہ لڑکی کون ہے؟" وہ حیران سا ہوا۔ اس کے انداز سے اتنا تو معلوم ہو ہی گیا تھا کہ وہ اس گھر کے لوگوں سے نا صرف اچھی طرح واقف تھی بلکہ بے تکلف بھی تھی' اسی لیے تو رٹا کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھی۔ شاہ دل بے اختیار اسے دیکھنے لگا۔ کچھ دیر پہلے کا درد 'جلن یکدم غائب ہو گیا تھا۔ اس کی کھلکھلاہٹ اسے کانوں کو تراوٹ بخش رہی تھی اور اس انجان لڑکی کے چہرے پر پھیلی معصومیت اور خوشی اس کی آنکھوں کو سکون دے رہی تھی۔ وہ مبہوت سے اسے دیکھتا رہا۔ چونکا تب جب کسی نے اس کے چوڑے شانے پر ہاتھ رکھا۔ "شاہ چاچو۔۔۔" مہر کی حیران آواز اس کی سماعتوں میں ملتے ہی تو وہ ہڑبڑا گیا۔ وہ چند منٹ پہلے ان کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ عام حالات میں تو دروازہ کھلنے کی آواز سے ہی وہ نیند سے بھی جاگ جایا کرتے تھے مگر آج وہ دریچے سے لگے کس نظارے میں محو تھے کہ مہر کے آواز دینے پر بھی وہ متوجہ نہیں ہوئے تھے۔ مہر نے ان کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا۔ ماہی مصروف تھی اور وہ اسے دیکھنے میں مصروف۔ اس بات نے اسے ٹھیک ٹھاک شاک پہنچایا تھا۔ شاہ دل کا مزاج ہی ایسا تھا کہ وہ صنف نازک کی طرف کم ہی متوجہ ہوا کرتا تھا۔ ایسے میں یوں اس کا مبہوت ہو جانا مہر کو حیران ہی کرتا۔

"چاچو۔۔۔ نیچے مہمان آئے ہوئے ہیں۔ امی آپ کو بلا رہی ہیں کہ آپ آئیں اور مل لیں۔" اس نے عام سے لہجے میں کہا اور ظاہر نہ کیا کہ وہ اس کی چوری پکڑ چکی ہے۔

"کون مہمان؟" اس نے آخری نگاہ باہر ڈالی اور پلٹ کر پوچھا۔

"میری فرینڈ اور اس کی فیملی۔۔۔" وہ بتانے لگی۔

"تم چلو۔۔۔ میں بس آتا ہوں۔" وہ مسکرا کر بولا۔ مہر بنا کوئی تاثر دیے چلی گئی۔ اس نے پھر سے لان کی طرف دیکھا۔ لان میں اب کوئی نہیں تھا۔ اس نے گہری سانس بھری۔۔۔ آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر بال سنوارے اور کمرے سے باہر آگیا۔ لاؤنج میں آیا تو وہاں وہ موجود تھی اور اب بھی رٹا کے ساتھ ہی مصروف تھی۔ "السلام علیکم۔۔۔!" اس کی بھاری مردانہ آواز پر سب ہی اس کی سمت متوجہ ہو گئے تھے۔ ماہی نے بھی سر اٹھا کر اسے دیکھا اور زیر لب جواب دے کر پھر سے گزشتہ مشغلے میں مصروف ہو گئی۔

"ماہی اب اس معصوم کی جان بخش بھی دو اور چائے پی لو۔ بالکل ٹھنڈی ہو گئی ہے۔" سیماب نے بھنویں چڑھا کر کہا۔

"سیماب۔۔۔ یہ کتنی پیاری ہے نا۔۔۔ دل کر رہا ہے اسے ساتھ ہی لے جاؤں۔" وہ ذرا دھیمی آواز میں بولی۔

"بہت ہی بھوکی لڑکی ہو تم۔" وہ دانت کچکچا کر بولا۔

"آپ لے جائیں اسے اپنے ساتھ۔" شاہ دل کے کان اسی کی طرف لگے ہوئے تھے۔ ان کی باتیں اسے سنائی دے رہی تھیں۔ ماہی نے حیرت اور خوشی سے اس کی طرف دیکھا۔ عافیہ گڑبڑا گئیں۔

"ارے نہیں۔۔۔ شادی والا گھر ہے اور پھر صولت کے بعد اس کے پاس وقت ہی کہاں ہو گا۔" وہ بظاہر مسکرا رہی تھیں۔ ماہی کو نظر بچا کر گھورا۔ اس نے اداسی سے بلی چھوڑ دی مگر وہ جانے کے بجائے اس کے قدموں میں لیٹ گئی۔ ماہی نے پھر سے اسے اٹھا لیا۔

"آپ کی چائے۔۔۔" ماہی کا انتظار کرتے چائے ٹھنڈی ہو گئی تھی تو مہر دوسری چائے بنا کر لے آئی۔ لمحے بھر کے لیے دونوں کی نگاہوں کا تصادم ہوا تھا۔ سیماب کی آنکھوں کے روشن دیے مہر کو نگاہیں جھکانے پر مجبور کر گئے۔ سیماب نے گہری بے قرار نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کپ تھام لیا۔ ماہی نے کن انکھیوں سے ان کی طرف دیکھا۔ مہر سرخ چہرہ لیے بیٹھ گئی تھی۔ سیماب چور نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ بے اختیار مسکرائی۔ ماہی کی توجہ کا مرکز پایا تو

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

سیماب اور مہر تھے یا پھر رشتا۔ اس کے علاوہ اس نے ارد گرد دیکھنے کی زحمت ہی نہ کی تھی۔ حتی کہ شاہ دل پر ایک سرسری سی نگاہ ڈالنے کے بعد اس نے اس کی طرف دوبارہ دیکھا ہی نہ تھا اور اس کی یہ بے نیازی شاہ دل کو بہت بھائی تھی۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی طرف متوجہ تھا۔ اس کی ایک ایک ادا' ایک ایک جنبش پر اس کی نگاہ تھی۔ ماہی کی نگاہوں میں مچلتی شرارت اور ہونٹوں میں قید مسکان کی وجہ تو اسے معلوم نہیں تھی۔ اگر وہ ذرا بھی اپنے اطراف دیکھ لیتا تو وجہ جان جاتا مگر اسے اس کے دیکھنے سے فرصت ملتی تو تب۔ عائشہ بیگم نے بھی اس کی توجہ محسوس کی تھی۔ وہ بہت محتاط انسان تھا۔ آج ساری احتیاطیں نہ جانے کہاں چلی گئی تھیں۔

"اب ہمیں چلنا چاہیے۔" عافیہ بیگم کے اس جملے پر وہ ان کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"اتنی جلدی کیوں؟" عائشہ بیگم نے جلدی سے کہا۔

"ارے بہت دیر ہو گئی ہے اور پھر شادی والا گھر ہے' سو کام ہوتے ہیں۔ آپ سب شادی میں ضرور شرکت کیجیے گا۔" وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئیں۔ ماہی بھی فوراً" اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے میرے پاس بس کچھ دن انتظار کرو۔" وہ مہر کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولی۔ ماہی کی معنی خیزی اسے بہت کچھ سمجھا گئی مگر وہ پھر بھی حیران تھی۔ سب سے مل کر وہ رخصت ہوئے۔

"چاچو آپ کو معلوم ہے کہ یہ ان ہی کی شادی کا کارڈ ہے جنہیں ممی نے آپ کے لیے پسند کیا تھا۔" وہ رشتا کو لیے بیٹھا۔ مہر کی آواز پر سیدھا ہوا اور مسکرایا۔

"پتا نہیں۔۔۔ تمہاری شادی کا کارڈ کب چھپے گا؟" وہ افسردگی سے بولیں۔ "جب آپ لڑکی ڈھونڈیں گی تب۔۔۔" مہر نے فوراً" کہا۔

"میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے؟" وہ پرسوچ انداز میں بولیں۔ مہر جو برتن سمیٹ رہی تھی ہاتھ روک کر انہیں دیکھنے لگی۔

"صولت نہ سہی۔ اگر ماہی کا رشتہ شاہ دل کے لیے مانگ لیا جائے تو کیسا رہے گا؟" وہ لہجہ سرسری رکھتے ہوئے بولیں' شاہ دل کا دل دھڑک اٹھا۔

"توبہ کریں امی۔۔۔ ماہی میری عمر کی ہے۔ اٹھارہ کی بھی پوری نہیں ہوئی اور اس میں بچپنا بہت ہے جبکہ چاچو کی عمر ٹھیک ٹھاک ہے اور ماہی کا مزاج چاچو کے مزاج سے بالکل الگ ہے۔ ایسا سوچیے گا بھی نہیں۔" وہ یوں بولی جیسے انہوں نے ماہی کا نام لے کر گناہ کر دیا ہو۔ شاہ دل بلبلا گیا۔

"تم نے کیا عمر کی رٹ لگا رکھی ہے۔ ابھی تیس کا ہی ہوا ہوں اور آج کل کے دور میں تو اتنا فرق آئیڈیل سمجھا جاتا ہے۔" وہ بالکل بے اختیاری سے بولا تھا مہر کا قہقہہ سن کر اسے اندازہ ہوا کہ وہ کیا کہہ گیا ہے۔ عائشہ بیگم بھی بھرپور انداز میں مسکرائیں۔

"میرا مطلب تھا کہ۔۔۔" وہ بری طرح شرمندہ ہو گیا۔

"آپ کے سارے مطلب مجھے اچھی طرح سے معلوم ہیں۔ جب میں آپ کو بلانے گئی تو آپ کھڑکی میں کھڑے ماہی پر نگاہیں فکس کیے بیٹھے تھے اور جب نیچے آئے تب بھی آپ کی ساری توجہ اسی پر تھی۔" مہر کی صاف گوئی پہلی بار اسے بری لگی۔

"بس کرو مہر۔۔۔ مت تنگ کرو اسے۔ صولت کی شادی میں ہی میں ان سے بات کرتی ہوں۔" انہوں نے اسے تسلی دی۔ اپنے کمرے میں آ کر وہ پھر سے دریچے سے لگ گیا۔ جیسے لان میں اب بھی وہ موجود ہو۔ ماہی پہلی لڑکی تھی جس نے نہ صرف اس کے دل کو چھوا تھا بلکہ محبت کا میٹھا درد بھی جگا گئی تھی۔ آج سے پہلے اس نے کبھی کسی لڑکی کو نہیں سوچا تھا کہ کبھی کسی کو ہر لمحہ اپنے سامنے دیکھنے کی خواہش نہ ہوئی تھی مگر اب اس کا دل چاہ رہا تھا ماہی اس کے سامنے ہو اور وہ اسے دیکھتا رہے۔

☼ ☼ ☼

کرشنا اور صولت شام کی چائے کی تیاری کر رہی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھیں۔ آفاق، ماہی، علی شان اور سیماب لاؤنج میں بیٹھے چائے کا انتظار کر رہے تھے۔ ساتھ ساتھ شادی کے حوالے سے گفتگو بھی جا رہی تھی کہ لاؤنج میں رکھے فون کی بیل بجی۔ ماہی فون کے قریب ہی بیٹھی تھی۔ اس نے جوں ہی فون اٹھایا۔ سیماب نے تیزی سے اس کے ہاتھ سے ریسیور چھین لیا۔ ماہی کو اس کی یہ حرکت سخت ناگوار گزری۔ اسے لگا تھا کہ ماموں اس کی اس حرکت پر ضرور ہی اس کی کلاس لیں گے مگر حیرت انگیز طور پر وہ چپ رہے۔ فون صولت کے سسرال کی طرف سے تھا۔ سیماب نے فون عافیہ بیگم کو پکڑا دیا۔ وہ بات کرنے لگیں اور پھر کچھ دیر بعد فون رکھ دیا۔ صولت اور کرسٹینا ایک ساتھ —— لاؤنج میں آئیں۔

"کیا کہہ رہی تھیں راشدہ؟" آفاق صاحب نے صولت کے ہاتھوں چائے کا کپ پکڑتے ہوئے پوچھا۔

"وہ کہہ رہی تھیں کہ وہ جو لہنگا لے کر آئی ہیں فراز کو پسند نہیں آیا۔ فراز کا کہنا ہے کہ صولت کی پسند کا لہنگا ہونا چاہیے۔ تو وہ یہ کہہ رہی تھیں کہ کل وہ صولت کو بازار لے کر جانا چاہتی ہیں۔" انہیں ان کی اس فرمائش پر غصہ آ رہا تھا۔

"یہ کوئی بات تو نہیں ہوئی۔ اتنے دن پہلے کیا وہ سو رہے تھے۔ کل صولت آپا کی مہندی ہے۔ مہندی والے دن کون لہنگے پسند کرنے جاتا ہے۔" سیماب غصے سے بولا۔

"زنانیوں والی باتیں کرنے میں تو تم ماہر ہو۔" ماہی نے اس کے کان میں گھس کر کہا۔ سیماب نے اسے گھورا۔ وہ سیدھی ہو بیٹھی۔

"ہر بات میں جذباتیت اچھی نہیں ہوتی۔ صولت کی وہ صرف ساس نہیں سگی خالہ بھی ہیں۔ اگر لے جانا چاہتی ہیں تو اس میں کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں۔ یہ قرآن میں تو درج نہیں کہ دلہن مہندی کے روز بازار نہیں جا سکتی۔" آفاق صاحب نے تحمل سے سمجھایا تو وہ چپ ہو گیا۔

"مامی۔۔۔ صولت آپا کے سسرالی تو انہیں کل لہنگا دلانے لے جائیں گے۔ آپ اپنی بہو کا لہنگا کب خریدیں گی؟" اس نے اچانک سے کہا۔ سب رک کر اس کی شکل دیکھنے لگے۔

"کیا مطلب۔۔۔" وہ ناسمجھی سے بولیں۔

"مطلب کی کیا بات ہے؟" قریبی رشتہ داروں اور محلے والوں کو ہی عالی شان کی شادی کی خبر ہے۔ ماموں کے دوست احباب جب عالی شان بھائی کی گود میں منی دیکھیں گے تو کیا کہیں گے کہ بڑے بیٹے کی دعوت ولیمہ تک نہ کھلائی۔ سب ناراض ہوں گے۔ طرح طرح کی باتیں کریں گے کہ گھر والوں کی ہی آپس میں ناراضی ہے۔ بس دنیا دکھاوے کو بیٹا گھر بلا لیا۔" وہ خالص بزرگانہ انداز میں بولی۔

"تمہیں بڑوں کی باتوں میں دخل اندازی کا کس نے کہہ دیا؟ لوگ باتیں بنائیں یا کچھ اور تمہیں ان باتوں پر توجہ دینے کی ضرورت نہیں۔ تم بس شادی انجوائے کرو لوگوں کو ہینڈل کرنا ہمارا کام۔" وہ دوٹوک لہجے میں بولیں۔ ماہی کی ساری شوخی شرارت بھک سے اڑ گئی۔ وہ چپ چاپ اٹھ کر چلی گئی۔

"ذرا نرم لہجے میں بات کرو۔ رلا دیا نا اسے۔" آفاق صاحب نے کہا۔

"ماہی کو کس نے کہا ہے کہ دوسروں کی باتوں پر کان دھر کے خوا مخواہ کی باتوں میں الجھے۔ اس کی عمر نہیں ان باتوں کی طرف توجہ دینے کی۔ اپنے چسکوں کے لیے دوسروں کے کندھوں پر بندوق رکھ کے چلانے کا ہنر کوئی ان سے سیکھے۔" وہ بے تحاشا غصے میں تھیں۔ اٹھ کر چلی گئیں۔ سب ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے۔

وہ کمرے میں آ گئی تھی اور تب سے سر تکیے میں دیے روئے چلی جا رہی تھی۔ عافیہ بیگم لاؤنج سے اٹھ کر سیدھا اس کے پاس آئی تھیں۔ اسے یوں بلکتا دیکھ کر ان کے دل کو کچھ ہوا۔ اسے تو وہ ہتھیلی کا چھالا بنا کر رکھتی تھیں مگر عالی شان کے بنا بتائے شادی کرنے نے انہیں بے تحاشا تکلیف دی تھی، وہ چاہ کر بھی اپنے اندر کے اس دکھ کو کم نہیں کر پا رہی تھیں کرسٹینا کے ساتھ ان کا رویہ بالکل ٹھیک تھا مگر عالی شان کو دیکھتے ہی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ان کا دکھ جاگ جاتا۔ عالی شان نے ان کا مان' ان کا بھروسا توڑ دیا تھا اور یہ ان سے برداشت نہیں ہو پا رہا تھا۔ وہ ماہی کی کوئی بات نہیں ٹالتی تھیں مگر عالی شان کے ولیمے کی بات نے انہیں بے تحاشا غصہ دلا دیا تھا اور بنا لحاظ کیے انہوں نے اسے ڈانٹ دیا۔ وہ دھیرے سے اس کے قریب بیٹھ گئیں اور آہستہ آہستہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگیں۔ ان کے لمس سے وہ پہچان گئی کہ کون اس کے پاس ہے۔ ماہی کے اندر شرمندگی سر اٹھا رہی تھی۔ اس نے تکیے سے منہ نکالا اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔ پورا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

"آئی ایم سوری ماما!" اس نے ان کے ہاتھ تھام کر کہا تو وہ حیران سی اس کا چہرہ دیکھنے لگیں۔ وہ تو اسے منانے کے لیے آئی تھیں اور وہ خود ان سے معافی مانگ رہی تھی۔

"اس وقت مجھے احساس نہیں ہوا کہ میں نے کیا کہہ دیا ہے' میں جانتی ہوں کہ عالی شان بھائی کے شادی کے تذکرے سے آپ بہت ہرٹ ہو جاتی ہیں۔ پھر بھی میں نے یہ سب کہہ دیا اور آپ کو دکھی کر دیا۔ آئی ایم ریئلی سوری۔" وہ سوں سوں کرتی بول رہی تھی۔ وہ چپ چاپ اسے دیکھتی رہیں اور پھر بے اختیار ہو کر اسے خود میں بھینچا تھا۔ اس کا ہر رنگ' ہر روپ انہیں ماضی میں دھکیل دیتا تھا۔ وہ پوری کی پوری فضیلہ تھی۔ وہی نین نقش' وہی معصومیت' وہی سادگی۔۔۔

☼ ☼ ☼

اگلی صبح راشدہ ان کے دروازے پر موجود تھیں۔ صولت اکیلے جاتے ہوئے گھبرا رہی تھی۔ اس نے ماہی کو ساتھ چلنے کو کہا۔ ماہی جانتی تھی کہ راشدہ آنٹی کو اس کی موجودگی سے پریشانی ہوتی ہے۔ اس نے انکار کرنے کا سوچا مگر راشدہ آنٹی نہ جانے کس موڈ میں تھیں' اسے اپنے ساتھ خوشی خوشی لے جانے کے لیے راضی ہو گئیں۔ عافیہ بھی نہ جانے کیا سوچ کر ان

کے ساتھ چل پڑیں۔ سیماب اور عالی شان بے حد مصروف تھے۔ شادی کی ساری ذمہ داری ان دونوں کے کاندھوں پر تھی تو ایک پاؤں گھر میں تو دوسرا پاؤں باہر۔ گھر میں صرف کرسٹینا اور آفاق صاحب تھے۔ وہ بیٹی کو سلا کر کچن میں مصروف تھی۔ کرسٹینا بلاشبہ بہت اچھی لڑکی تھی۔ دروازہ بجنے کی آواز پر وہ دروازہ کھولنے گئی تھی۔ وہ یہی سمجھی کہ ان دونوں میں سے کوئی ہو گا مگر سامنے کھڑے انجان شخص کو دیکھ کر وہ کچھ جھجک گئی۔ وہ شخص جو بھی تھا۔ اس نے کرسٹینا کو دیکھتے ہی اس سے انگریزی میں بات کی تھی اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ سر پر ہاتھ رکھنے کا مطلب عزت ہوتا ہے۔ وہ اس کے اس عمل پر بہت خوش ہوئی تھی۔

پھر اس شخص نے آفاق سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تو وہ اخلاقیات نبھاتے اسے ڈرائنگ روم میں لے آئی۔ اس نے اس گھر میں مہمانوں کی تواضع کا جو طریقہ دیکھا تھا وہ اسی کے مطابق عمل کر رہی تھی۔ اس نے آفاق صاحب کو مہمان کی آمد کی خبر دی اور ان کے لیے جوس بنانے لگی۔ وہ جس وقت جوس کے گلاس لے کر ڈرائنگ روم میں آئی۔ اندر کا منظر اسے سمجھ نہیں آیا۔ آفاق صاحب شدید غصے میں دکھائی دے رہے تھے۔ وہ حیران کھڑی رہ گئی۔ اسے سامنے دیکھ کر وہ بالکل چپ ہو گئے۔

"بیٹا۔۔۔ آپ یہ لے جائیں۔۔۔ اس کی ضرورت نہیں۔" انہوں نے نرمی سے کہا تھا' ان کے انداز میں کچھ تو ایسا تھا کہ وہ ٹھٹک گئی اور فوراً "باہر نکلی تھی۔

"تمہاری بہو تو بہت سگھڑ اور آداب والی ہے۔" وہ اسے جاتا دیکھ کر بولا۔

"شاہ نواز! میرے گھر کے معاملات میں دخل اندازی یا کسی بھی طرح کے کمنٹس کرنے کا حق تمہیں نہیں۔ یہاں سے دفع ہو جاؤ ابھی اور اسی وقت۔" وہ دبے لہجے میں بولے۔ انہوں نے لاکھ شکر ادا کیا تھا کہ ماہی اس وقت موجود نہیں تھی۔

"میں یہاں اپنی بیٹی سے ملنے آیا ہوں اور اس سے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ملے بغیر ہرگز نہیں جاؤں گا۔" وہ صوفے پر پھیلتے ہوئے بولا۔ ان کا بس نہ چلتا تھا کہ اسے شوٹ کردیں۔

"تم آخر کیا چاہتے ہو؟ کیوں ماہی کی زندگی برباد کرنا چاہتے ہو۔" وہ جیسے تھک کر بولے تھے۔

"میں ماہی کا باپ ہوں' ماہی کی زندگی برباد کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ وہ میری بیٹی ہے' اسے میرے پاس رہنا چاہیے۔ اپنے حقیقی باپ کے پاس۔" وہ اپنی طرف اشارہ کرکے بولا۔

"تم اور تمہاری محبت محض ماہی کے نام کی گئی دولت سے مشروط ہے۔ سانپ کی فطرت ہے تمہاری۔ ڈسنا تمہاری فطرت ہے' پھر چاہے سامنے تمہاری سگی اولاد ہی کیوں نہ ہو۔" وہ نفرت سے بولے۔ شاہ نواز ہنس دیا۔

"جب تم ساری حقیقت سے واقف ہو تو ڈرامہ بازی بند کرو اور میری بیٹی کو میرے حوالے کردو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یقین مانو تمہارا پورا خاندان میرا زہر برداشت نہیں کرپائے گا۔ مجھے تو جو چاہیے وہ میں حاصل کرکے رہوں گا۔ گھی سیدھی انگلی سے نہ نکلا تو انگلی ٹیڑھی کرنا میرے لیے کوئی مشکل کام نہیں۔ عقل مند ہو تم۔۔۔ سمجھ جاؤ۔" وہ تحمل سے بول رہا تھا۔ تب ہی اس کا موبائل بجا۔

"ہیلو۔۔۔ ہاں ٹھیک ہے۔ تین دن ۔۔۔ بعد کی سیٹ کیوں کنفرم کروائی ہے؟" وہ دھاڑ کر بولا تھا اور مغلظات کا طوفان اس کے منہ سے ابلنے لگا۔ آفاق اسے دیکھتے رہے۔ بظاہر کتنی دلکش شخصیت تھی اس کی اور اس کا انداز۔ انہیں اس سے گھن آنے لگی۔ اس نے کچھ دیر بعد فون بند کردیا۔

"میں اپنی بیوی کے ساتھ ہنی مون پر جارہا ہوں۔ واپس آتے ہی میں ماہی کو یہاں سے لے جاؤں گا۔ جتنے بند باندھنے ہیں باندھ لو۔ خدا حافظ۔" اس کے موبائل پر پھر سے کال آنے لگی تھی۔ وہ اٹھ کر چلا گیا۔ ہنی مون کی بابت صرف اس لیے بتایا تاکہ آفاق صاحب کو مزید تکلیف کا سامنا کرنا پڑے۔ وہ مسکراتے ہوئے چلا گیا۔ آفاق سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ انہیں کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

☆ ☆ ☆

سجے ہوئے اسٹیج پر صولت دلہن بنی بیٹھی تھی۔ ہر وقت سادہ رہنے والی صولت خوب ہار سنگھار کیے بے حد حسین لگ رہی تھی۔ نکاح کا فریضہ ادا کیا جاچکا تھا۔ فراز اس کے برابر بیٹھا تھا۔ دونوں کو دیکھ کر لگتا تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے ہی بنے ہیں۔ سنجیدہ اور شرمیلے سے۔ ان کے برابر کرسٹینا اور عالی شان پھر سے دولہا' دلہن کے روپ میں سجے بیٹھے تھے۔ عافیہ نے ان کے ولیمہ کے لیے ہاں کردی تھی اور یہ ہاں صرف اور صرف ماہی کی وجہ سے اس کی خوشی کے لیے کی گئی تھی۔ عالی شان کی بیٹی عافیہ کی گود میں تھی۔ فوٹو سیشن کے بعد عالی شان اسٹیج سے نیچے اتر آیا۔ ماہی کالے رنگ کے لباس میں بال کھولے لائٹ سا میک اپ کیے بہت پیاری لگ رہی تھی۔ ماہی اور مہر دونوں نے ایک رنگ کا لباس پہنا تھا۔ دونوں ساتھ تھیں۔ کھانے سے فارغ ہوکر ماہی سیماب کو پکڑ لائی کہ وہ دونوں کی تصاویر بنائے۔ مہر اس کی اس حرکت پر گھبرا گئی تھی مگر ماہی نے پروا نہ کی۔ سیماب کی تو عید ہی ہوگئی تھی۔ سیماب کو فری ہوتے دیکھ کر ماہی نے اسے بھگا دیا۔ بے چارہ منہ بنا کر چلا گیا۔ ماہی کو خبر نہیں تھی کہ عائشہ بیگم اور عافیہ آپس میں کیا گفتگو کررہی ہیں۔ اس کی توجہ بس صولت پر تھی۔ بظاہر وہ مسکراتی یہاں وہاں اٹھلاتی پھر رہی تھی مگر اس کا دل بار بار بھر رہا تھا۔

شادی میں شاہ دل بھی شریک تھا۔ ماہی نے بس سلام اور ہلکی پھلکی بات چیت کے بعد اس کی طرف دیکھا ہی نہیں تھا اور شاہ دل پہلی ملاقات کی طرح آج بھی اسے دیکھنے میں محو تھا۔ مہر شاہ دل کی حرکت پر مسکرا اٹھی تھی اور ماہی کی بے نیازی پر اسے بہت پیار آیا تھا۔ پھر وہ وقت بھی آن پہنچا جب صولت کو رخصت کیا جارہا تھا۔ قرآن کے سائے میں آج ایک اور بیٹی' ماں باپ کے جگر کا ٹکڑا ان سے دور جارہی تھی۔ پرائی ہورہی تھی۔ ماہی کا تو برا حال تھا۔ بچپن

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے وہ صولت سے بہت قریب تھی۔ اتنے سالوں کا ساتھ' سونا' جاگنا' ہنسنا' رونا ہر ہر لمحہ ساتھ گزرا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ آئندہ کی زندگی اکیلے کیسے گزارے گی۔

صولت کی جگہ تو کوئی نہیں لے سکتا تھا۔ رخصت ہوتے وقت جب وہ ماہی کے گلے لگی تو جدائی کا احساس کچھ اور شدید ہوا تھا۔ عافیہ لاکھ ضبط کرتیں آنسو تو ان کے بھی چھلکے تھے۔ ماں کی دعاؤں' باپ کے سائے اور بھائیوں کے مان تلے بالآخر وہ رخصت ہوگئی۔ ماہی گھر آتے تک روتی رہی۔ سیماب کیا پورا گھر دکھی تھا۔ وہ اسے سمجھاتا رہا' دلاسے دیتا رہا۔

Downloaded From
Paksociety.com

آج کی رات اس کی زندگی کی خوب صورت راتوں میں سے ایک تھی۔ آج اس نے پہلی بار ماہی کو سنورے دیکھا تھا۔ کبھی کبھی اسے خود پر غصہ بھی آتا کہ اتنے سال یوں ہی گزارنے کے بعد اسے محبت ہوئی بھی تو ایک بے حد کم عمر لڑکی سے۔ یہ بات اسے شرمندہ بھی کردیا کرتی تھی مگر محبت پر کسی کا بس تو نہیں اور یہی وہ ایک لفظ تھا جہاں وہ بے بس ہوجایا کرتا تھا۔ ہال سے روانگی سے لے کر گھر پہنچنے تک اور اب اپنے کمرے میں موجود ہوتے ہوئے بھی اس پر سرشاری طاری تھی۔ نکھری نکھری سجی سنوری ماہی کی تشبیہ اس کی پلکوں پر لرز رہی تھی۔ ماہی کو سوچنا تو جیسے اس کی عادت بن گئی تھی اور اسے یہ عادت بہت عزیز ہوگئی تھی۔ ماہی وہ پہلی لڑکی تھی۔ جسے دیکھ کر اس کا دل نئی لے پر دھڑکا تھا۔ وہ غیر ارادی طور پر ہی کھڑکی میں آن کھڑا ہوا۔ جیسے ماہی لان میں موجود ہو۔ وہ اپنی اس حرکت پر ہنس پڑا اور اپنے سر پر ہاتھ مارتا وہاں سے ہٹ گیا۔

بیڈ پر لیٹ کر اس نے گہری سانس بھری۔ پہلی ملاقات میں ہی وہ اس پر دل ہار بیٹھا تھا۔ دوسری ملاقات میں وہ اسے پہلے سے کہیں زیادہ قریب محسوس ہوئی تھی۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں تیسری ملاقات میں اسے عشق ہی نہ ہوجائے۔ وہ عشق جو انسان سے اس کے حواس چھین لیتا ہے۔ شاہ دل نے سائیڈ ٹیبل پر رکھے موبائل کو اٹھایا جو سارا وقت مہر کے ہاتھ میں دبا رہا تھا' تاکہ وہ ماہی کی تصاویر بنا سکے۔ شاہ دل کی چھپی خواہش کو مہر نے کتنی آسانی سے سمجھ لیا تھا۔ اسے مہر پر خوب پیار آیا۔

دولہا' دلہن کی تصاویر کے بعد سب سے زیادہ تصاویر ماہی کی ہی تھیں۔ اس کی ہر تصویر ہی خوب صورت تھی مگر ایک پر اس کی نگاہیں جم کر رہ گئیں۔ اس کی انگلیاں اس کی زلفوں میں اٹکی تھیں کہ اور وہ چھوڑا سا نیچے کیے شرارتی انداز میں مسکرا رہی تھی۔ ایک بے حد حسین منظر کیمرے میں قید ہوگیا تھا اور اب وہ منظر اس کی آنکھوں کی پتلیوں میں قید ہو رہا تھا۔ وہ اس کی تصویر کو یک ٹک دیکھتا رہا۔ بہت دیر گزر گئی مگر اس کی نگاہیں ہٹنے سے انکاری تھیں۔

ماہی بہت زیادہ حسین لڑکی نہیں تھی مگر جب سے وہ اس کی محبت میں مبتلا ہوا تھا۔ اس سے زیادہ حسین اسے کوئی دوسرا لگتا ہی نہ تھا۔ اس نے بہت مشکل سے اپنی نگاہوں کو قابو کیا اور موبائل سائیڈ پر رکھ دیا۔ وہ اپنی بے اختیاری پر جھنجلا نہیں رہا تھا بلکہ وہ ان جذبات کی تازگی اور شگفتگی اپنے اندر سمو رہا تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے نرمی سے آنکھیں بند کرلیں۔ بند پلکوں کے پار وہ دونوں ایک دوسرے کے ہمراہ تھے۔

☼ ☼ ☼

فرض احسن طریقے سے ادا ہوگیا تھا۔ وہ گھر لوٹے سب ہی بے تحاشا تھکن سے نڈھال تھے۔ ماہی تو کچھ زیادہ ہی بے حال تھی۔ اس نے بمشکل کپڑے تبدیل کیے تھے۔ ابھی وہ بستر پر لیٹی ہی تھی کہ عافیہ اس کے کمرے میں آگئیں۔ وہ بھی بے حد تھکی اور نڈھال لگ رہی تھیں۔ ادھر ہال میں تو انہوں نے خود پر ضبط کرلیا تھا مگر گھر آکر وہ خوب روئی تھیں۔ رونے کی وجہ سے آنکھیں سرخ ہورہی تھیں۔ ماہی انہیں دیکھ کر اٹھ کر بیٹھ گئی۔

READING
Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

"کیا ہوا ماما۔" وہ ان کے چہرے کو تکتے ہوئے بولی۔

"میں تمہارے پاس سونے آئی ہوں۔ اب صولت تو ہے نہیں اور تمہیں اکیلے نیند نہیں آئے گی۔" وہ زبردستی مسکرا کر بولیں۔ اس نے ان کے ہاتھ تھام لیے۔

"اس کی ضرورت نہیں۔ مجھے ان کی کمی تو محسوس ہوگی مگر اب تو عادت ڈالنی ہی پڑے گی نا۔" وہ نرمی سے مسکرائی۔

"تم اکیلے میں ڈر جاتی ہو۔ اگر ڈر گئیں۔۔۔ پھر۔۔۔"

"ارے آپ بالکل پریشان مت ہوں۔ ماہی اب بڑی ہوگئی ہے۔ اسے بالکل بھی ڈر نہیں لگے گا۔ آپ بے فکر ہو کر سو جائیں۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن ماہی۔۔۔"

"لیکن ویکن کچھ نہیں۔ ماما میں بڑی ہوگئی ہوں' آپ کو پتا ہے مہرا پنے کمرے میں اکیلی سوتی ہے۔ میں اس سے زیادہ بہادر ہوں۔ بالکل نہیں ڈروں گی میں' آپ جائیں اور اگر ڈر لگ بھی گیا تو میں آپ کو بلالوں گی۔ جاکر آرام کریں۔" وہ اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالتے ہوئے بظاہر بے فکری سے بولی تو وہ قائل ہوگئیں اور اٹھ کر چلی گئیں۔

"ماما کو تو بھیج دیا تو نے ماہی۔ اب کیا کرے گی؟" وہ بزدل نہیں تھی مگر حالات نے اسے ایسا کردیا تھا۔ وہ بہت تھکی ہوئی تھی مگر اسے نیند نہیں آرہی تھی۔ اس نے کروٹ لے کر اپنا پہلو دیکھا' آج وہ خالی تھا۔ یہاں صولت موجود ہوتی تھی۔ اس نے بستر پر ہاتھ پھیر کر اس کی موجودگی کو محسوس کیا۔ تنہائی کا احساس اس نے خود پر غالب نہ آنے دیا۔ اس نے بھی سوچ لیا تھا کہ وہ ویسی بن جائے گی جیسا کہ صولت چاہتی تھی یا گھر والے جس طرح اسے دیکھنا چاہتے تھے۔ مجھے اپنے اندر سے سارے خوف' سارے ڈر نکالنے ہیں۔ صرف اللہ سے ڈرنا اور اسی پر بھروسا کرنا ہے۔ اس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے خود کو باور کروایا تھا۔ آنکھیں بند کرتے اسے گھٹن محسوس ہونے لگی تھی۔ اسی گھٹن سے تو وہ خوف زدہ رہتی تھی۔ وہ ہاتھ اسے اپنی گردن پر محسوس ہونے لگے تو اس نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔ اس کی سانسیں اتھل پتھل ہونے لگی تھیں۔ اس نے بھیگی آنکھوں کو صاف کیا اور سائیڈ ٹیبل پر رکھے گلاس کو اٹھا کر پانی پی کر اپنے حواس بحال کیے۔

"ماہی۔۔۔ یہاں کوئی نہیں ہے۔ سب تیرے اپنے ہیں۔ تجھ سے نفرت کرنے والا' تیری جان کا دشمن جیل میں سڑ رہا ہے۔ تیرے اوپر تیرے خدا کا سایہ ہے۔ اس کی رحمت ہے۔ تو ان دو ظالم ہاتھوں سے بہت دور ہے۔" وہ خود کو سمجھانے لگی تھی۔ اس نے ٹھان لیا تھا کہ وہ اپنے اندر سے اس خوف کو نکال باہر کرلے گی۔ صولت کے جانے کے بعد ہی اسے احساس ہوا تھا کہ زندگی میں جو لوگ موجود ہیں ضروری نہیں کہ ہمیشہ ساتھ رہیں۔ ساری عمر ڈرتے روتے ہوئے تو نہیں گزارنی۔ خود پر گزرے ظلم کو خود پر حاوی نہیں ہونے دینا۔ وہ آنکھیں موندے ان ہی باتوں کو سوچ رہی تھی۔ اس نے اپنے اندر یقین کو اترتے محسوس کیا تھا کہ وہ جو چاہے کرسکتی ہے۔ خوف کو شکست دے سکتی ہے۔ اس کی گھٹن کم ہونے لگی تھی۔ وہ دو سیاہ ہاتھ جیسے دور کہیں کسی مضبوط رسی سے بندھ گئے تھے۔ وہ دھیرے دھیرے نیند کی وادی میں اترنے لگی۔

اس کی آنکھ عجیب سے احساس سے کھلی تھی۔ اس نے مندی مندی آنکھوں سے یہاں وہاں دیکھا اور اس نے پھر آنکھیں بند کرلیں مگر اگلے ہی لمحے جیسے اس کے حواس بے دار ہوگئے تھے اور خود پر جھکتے وجود کو اس نے پوری شدت سے محسوس کیا تھا۔ اسے خود نہیں معلوم تھا کہ اس کے اندر اتنی طاقت کہاں سے آگئی تھی۔ اس نے اپنی پوری جان لگا کر زوردار لاتیں اس شخص کو رسید کی تھیں۔ وہ لڑکھڑا کر نیچے گرا تھا۔ نیم ملگجے اندھیرے میں اسے صاف دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس نے تیر کی سی تیزی سے بیڈ سے چھلانگ لگائی تھی اور دروازے کی سمت دوڑی تھی۔ ابھی اس

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے کنڈی کھولی ہی تھی کہ وہ پھر سے اس کے قریب موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ ماہی اپنا وجود اس شخص سے آزاد کروا رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ شدت سے چلا بھی رہی تھی۔ جب اسے قدموں کی آواز سنائی دی تو وہ ماہی کو چھوڑ کر کھڑکی کی سمت دوڑ گیا۔ لمحے بھر میں کسی چھلاوے کی طرح غائب ہوا تھا۔ وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔ خوف کے مارے اس کے پورے وجود پر چیونٹیاں سی رینگنے لگی تھیں۔

چیخنے کی آواز پر سب سے پہلے سیماب جاگا تھا۔ وہ تیزی سے اس کے کمرے کی طرف بھاگا تھا۔ سب ہی اس شور سے جاگ گئے تھے۔ سیماب اس کے کمرے میں پہنچا تو اسے زمین پر بیٹھے دیکھا۔ "ماہی۔۔۔ ماہی کیا ہوا۔۔۔" اس کا اڑا رنگ ڈر کے مارے پیلا پڑتا چہرہ دیکھ کر وہ گھبرا گیا تھا۔ ماہی اسے دیکھتے ہی اس کے سینے سے لگ گئی اور زور زور سے رونے لگی۔ اس کا دوپٹا اس سے کچھ فاصلے پر گرا تھا اور بیڈ کی چادر پر بے تحاشا شکنیں تھیں۔ وہ کچھ اندازہ نہیں لگا پا رہا تھا۔ عافیہ اور آفاق بھی دوڑتے آئے تھے ان کے پیچھے عالی شان کرسٹینا۔ سامنے کا منظر حیران کن کم اور پریشان کن زیادہ تھا۔ وہ اسے دلاسا دے رہا تھا۔ وہ اتنی سہمی ہوئی تھی کہ سیماب نے اس سے کچھ پوچھا ہی نہیں تھا۔ عافیہ تیزی سے اس کے پاس آئی تھیں۔

"ماہی۔۔۔ بیٹا کیا ہوا؟ کیوں رو رہی ہو؟" وہ اس کا چہرہ تھام کر بولیں۔ وہ اور زیادہ رونے لگی۔ "پلیز بتاؤ نا کیا ہوا۔ کیوں اس طرح رو رہی ہو۔" وہ اس کے یوں رونے پر بہت گھبرا گئی تھیں اور پھر ماہی نے روتے ہوئے انہیں ساری بات بتا دی۔ کچھ دیر کے لیے تو سب ہی ساکت صامت رہ گئے تھے۔ وہ اب تک یہی سمجھے تھے کہ ہمیشہ کی طرح ماہی گزرے پل خواب میں دیکھ کر وحشت زدہ ہو کر چلانے لگی تھی مگر حقیقت جان کر تو ان سب کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔

"مگر میری آنکھ نہ کھلتی تو۔۔۔" اس سے آگے کا سوچ کر ہی ان سب پر لرزہ سا طاری ہو گیا تھا۔ ماہی نے اسے خود میں بھینچ لیا۔

"میری بچی کے ساتھ کوئی کچھ برا نہیں کر سکتا، کوئی بھی نہیں۔" وہ اسے دلاسا دیتے ہوئے بولی تھیں۔

"عافیہ اسے اپنے کمرے میں لے جاؤ۔" آفاق خود پر ضبط کرتے ہوئے بولے تھے۔ عافیہ نے اسے سہارا دے کر اٹھایا۔ کرسٹینا بھی ان کے ساتھ ہی باہر نکل آئی۔

"یہ حرکت یقیناً شاہنواز نے ہی کی ہو گی۔ وہ بہت گھٹیا انسان ہے۔" ماہی کے جاتے ہی وہ غصے سے بولا تھا۔ سیماب کو بھی عالی شان کا اندازہ بالکل درست لگا تھا۔ جبکہ آفاق بنا کچھ کہے فون ملانے لگے۔ کچھ دیر بعد فون اٹھا لیا گیا تھا۔

"شرم سے ڈوب مو تم۔ کیوں اس معصوم کی زندگی تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہو۔ خود لندن میں بڑے عیاشیاں کر رہے ہو اور یہاں اپنے کارندوں کو بھیج کر ماہی کو اغوا کروانے کی کوششیں کر رہے ہو؟ کیسے مرد ہو تم؟ تمہاری غیرت آخر کہاں جا سوئی ہے؟" وہ ہر لحاظ بھول کر شدید غصے میں شاہنواز کو سنا رہے تھے جبکہ شاہنواز ہکا بکا ان کی بات سن رہا تھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو؟" میں اپنی غیر موجودگی میں ماہی کو کیوں تمہارے گھر سے غائب کروانے لگا۔" اس کی آواز میں شدید حیرت تھی۔ شاہنواز چاہے ماہی کی جان کا دشمن تھا مگر وہ اپنی بیٹی کی عزت سے کوئی سمجھوتا نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اس معاملے میں اپنے قریبی ملازموں تک پر بھروسہ نہیں کرتا تھا۔ ماہی کی رگوں میں بہرحال شاہنواز کا ہی خون دوڑ رہا تھا۔ اس لحاظ سے وہ کوئی کوتاہی کرنے کا متحمل نہیں تھا۔

"اچھا۔۔۔ تو راتوں رات ماہی کا کوئی اور دشمن کیسے پیدا ہو گیا؟ تمہارے علاوہ تو ماہی کا کوئی دشمن نہیں پھر یہ گھٹیا بزدلانہ حرکت اور کون کروا سکتا ہے۔" آفاق صاحب گرج کر بولے تھے جبکہ وہ حیران رہ گیا تھا۔ اسی حیرت میں اس نے فون کاٹ دیا تھا۔ وہ اس تیسرے شخص کا نام سوچ رہا تھا۔ کون ہو سکتا تھا جو ماہی کو اغوا کروانے کی جرات کرے گا؟ تبھی اس کے موبائل پر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ذوالفقار کا فون آنے لگا۔ اس نے غائب دماغی سے اس کا فون اٹھایا تھا۔

"تمہاری بیٹی تو بہت بہادر ہے۔ میرے بندے کو ایسی لاتیں ماریں کہ وہ پیٹ پکڑ کر اب تک کراہ رہا ہے۔" اس کے اس جملے نے شاہنواز کے تن بدن میں آگ لگا دی تھی۔

"تمہاری اتنی ہمت کہ......"

"ہمت کی بات مت کرو شاہنواز۔" وہ ہنس کے بولا تھا "اور ویسے بھی اس میں غصہ کرنے والی تو کوئی بات نہیں۔ تم نے بھی تو اسے اغوا کروانا ہی ہے۔ پھر یہ کام اس کے ہونے والا شوہر کروالے گا تو کیا ہو جائے گا؟"

وہ اطمینان سے بول رہا تھا اور شاہنواز غصے سے پاگل ہونے لگا۔

"اتنا حق تو بنتا ہی ہے۔" وہ مکروہ ہنسی کے ساتھ بولا۔ دوسروں کی عزت پر نگاہ رکھنے والے سے آج اپنی بے عزتی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ ماہی کے نام کے ساتھ اس کا نام جڑا تھا۔ اسی لیے وہ آگ بگولا ہو گیا تھا۔ اسے ماہی سے دلچسپی نہیں تھی۔ اسے شاہنواز کے نام سے دلچسپی تھی۔ اس نے غصے سے فون کاٹ دیا۔

☆ ☆ ☆

آج رات ولیمہ تھا۔ ماہی کو عافیہ نے خود تیار کیا تھا۔ اس کا میک اپ ذرا گہرا کر دیا تھا تاکہ اس کے چہرے کی اداسی اس میں چھپ جائے مگر آنکھوں کی اداسی کا وہ کچھ بگاڑ نہیں سکیں۔

"ماہی۔ خود کو بالکل نارمل ظاہر کرو۔ اس طرح کہ گزری رات کا شائبہ تک تمہارے چہرے پر نہ رہے۔ صولت پرائی ہو گئی ہے۔ اب اس کا فرض بدل گیا ہے۔ تمہیں اب اس سے اپنے سارے مسائل شیئر نہیں کرنے۔ اس کی نئی زندگی شروع ہوئی ہے۔ اسے نئی زندگی کی خوشیاں محسوس کرنے دینا۔ اسے دیکھ کر رونا مت۔ وہ تمہاری اداسی بھانپ لے گی۔ تم اسے حقیقت مت بتانا۔ تم سمجھ رہی ہو نا؟" وہ اس کے بالوں کو سلجھا رہی تھیں حقیقتوں سے آگاہ کر رہی تھیں اس نے اثبات میں گردن ہلا دی۔

"آج میں عائشہ بیگم سے مہر کے رشتے کی بات کروں گی۔ دعا کرنا کہ وہ لوگ مان جائیں۔" اس کی گردن میں ہار پہناتے ہوئے انہوں نے اس کا دھیان بٹانے کے لیے کہا تھا۔ ماہی کے چہرے پر فوراً مسکراہٹ اٹھ آئی تھی۔

"اب چلو۔ باہر سیماب تمہارا انتظار کر رہا ہے۔" دل ہی دل میں ماشاء اللہ کہتے انہوں نے اسے کہا تو وہ باہر آگئی۔ وہ اور سیماب بائیک پر جاتے جبکہ وہ چاروں گاڑی میں۔ وہ سیماب کے ساتھ باہر آگئی۔

"آج تو لوگ بہت چمک رہے ہیں۔" اسے دیکھ کر سیماب نے اسے چھیڑا تھا۔ ماہی مسکرا دی۔ "آج تو کچھ اور لوگوں کی چمک دیکھ کر آپ اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ ہونے والے ہیں۔" اس نے اسے چھیڑا تھا سیماب ہنس پڑا۔ تبھی ان کے قریب گاڑی آکر رکی تھی۔

"اف۔ کیوں یاد دلا دیا تم نے۔" وہ آہ بھر کر بولا۔ ماہی کھلکھلا اٹھی۔ اس سے پہلے کہ وہ بائیک اسٹارٹ کرتا۔ ان کے قریب ایک آدمی آن رکا۔

"سنیے۔" اس نے سیماب کو متوجہ کرنے کے لیے کہا جبکہ اب اس شخص کی نگاہیں ماہی سے چپک گئی تھیں۔ ماہی نے ایک نگاہ کے بعد اس کی طرف دیکھا ہی نہیں تھا یہ اس کی عادت تھی۔

"آپ بتا دیں گے کہ یہ پتا کس طرف ہے؟" اس لمبے تڑنگے آدمی نے ایک پرچی سیماب کے ہاتھ میں تھمائی۔ سیماب اسے پتا سمجھانے لگا۔

"شکریہ۔" اس نے مسکرا کر کہا اور آخری نظر ماہی پر ڈالتا اپنی گاڑی کی سمت بڑھ گیا سیماب بائیک اڑا کر لے گیا۔

"شاہنواز۔ دو مہینے کا انتظار تو بہت طویل ہونے لگا ہے۔ تصویر میں تو یہ کچھ بھی نہیں لگتی اف..... یہ دو مہینے کیسے کٹیں گے؟" وہ مسکراتا ہوا گاڑی میں بیٹھ گیا۔

ماہی تقریب کے دوران ہنستی مسکراتی رہی تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

صولت کے شکوے کو اس نے ہنستے ہوئے چٹکیوں میں اڑا دیا تھا۔ عافیہ بیگم اسے دیکھ کر حیران تھیں وہ ایک رات میں کتنی بدل گئی تھی۔ اسے دیکھ کر لگتا ہی نہ تھا کہ رات اس کے ساتھ کتنا بڑا حادثہ ہوتے ہوتے رہ گیا ہے۔ عافیہ نے عائشہ بیگم اور ان کی فیملی کو بھی ولیمہ میں مدعو کیا تھا۔ کچھ دیر صولت کے پاس گزار کر ماہی نیچے آگئی تھی۔ وہ ذرا لیٹ آئے تھے اسی لیے ماہی ان سے اب مل رہی تھی۔ ہمیشہ کی طرح اس نے شاہ دل کو ذرہ برابر توجہ سے نہیں نوازا تھا۔ شاہ دل سیماب کے ساتھ بیٹھا ہلکی پھلکی گفتگو کر رہا تھا۔ آفاق صاحب اور عالی شان بھی وہاں موجود تھے۔

"مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔" عائشہ بیگم نے یہاں وہاں کی باتوں کے بعد تمہید باندھی۔

"جی کہیے۔" ان کے لہجے پر وہ کچھ چونک گئی تھیں۔

"اصل میں... ہم شاہ دل کا رشتہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ پہلے تو میرے دل میں صولت کا خیال آیا تھا پھر پتا چلا کہ اس کا تو نکاح ہو چکا ہے۔ اب میری 'مہر خصوصاً' شاہ دل کی خواہش ہے کہ ماہی اس کی زندگی میں شامل ہو جائے۔ اگر آپ لوگوں کو اعتراض نہ ہو تو میں باقاعدہ رشتہ لے کر آنا چاہتی ہوں۔" انہوں نے اپنے دل کی بات کہہ دی۔ عافیہ کتنی دیر کچھ بول ہی نہ پائیں۔ عائشہ کو لگا کہ وہ برا مان گئی ہیں۔

"میں جانتی ہوں کہ ماہی کم عمر ہے اور شاہ دل اور اس کی عمر کے درمیان کافی فرق ہے... یقین مانیے میرا شاہ دل بہت سلجھا ہوا با کردار ہے۔ ماہی اس کے ساتھ بہت خوش رہے گی۔" وہ ان کا ہاتھ تھام کر مزید بولیں۔ عافیہ نے گہری سانس بھری۔

"ایسی کوئی بات نہیں جو آپ سمجھ رہی ہیں۔ حقیقت کچھ اور ہے۔ جس نے مجھے خاموش ہو جانے پر مجبور کر دیا ہے۔ یقیناً شاہ دل ماہی کے لیے مضبوط سہارا بنے گا اگر وہ دونوں میاں بیوی کے رشتے میں بندھے تو۔" انہوں نے تمہید باندھی۔

"کیا مطلب؟ آپ ذرا کھل کر بات کریں۔" انہوں نے فوراً کہا تھا۔

"بات یہ ہے کہ اگر عام حالات ہوتے تو میں کبھی بھی یہ حقیقت آپ کے سامنے بیان نہ کرتی۔ بہت سی باتیں انسان خود سے کہتے ہوئے بھی جھجکتا ہے۔ مگر چوں کہ آپ رشتہ داری کے خواہش مند ہیں۔ مگر اس سے پہلے میں آپ کو بہت کچھ بتانا چاہتی ہوں۔ جیسے آپ لوگوں کی خواہش ہے ماہی کو اپنے گھر کی بہو بنانا ویسے ہی میری بھی یہی خواہش ہے کہ مہر میرے گھر کی بہو بنے اور اس ناطے میں آپ کو ماہی کے بارے میں سب بتانا چاہتی ہوں۔ اس کے بعد آپ کا جو فیصلہ ہو گا مجھے وہ منظور ہو گا۔" انہوں نے تفصیل سے کہا تو وہ حیرت سے انہیں دیکھنے لگیں۔ ایسا بھی کیا تھا جو ماہی کی ذات سے منسلک تھا؟

☆ ☆ ☆

شاہنواز "آفاق کا کلاس فیلو تھا۔ بے حد وجیہہ' دولت مند مگر اس کے باوجود وہ سب سے انکساری سے ملا کرتا تھا۔ زمیندارانہ بیک گراؤنڈ ہونے کے باوجود وہ بالکل مختلف دکھائی دیتا تھا۔ غریبوں کی مدد کرنا' حسن سلوک اور ایسی بہت سی نیک خصلتیں اس میں موجود تھیں۔ وہ چار سال تک کلاس فیلو رہے مگر ان کے درمیان محض سلام دعا ہی رہی تھی۔ چوتھے سال کے آخر میں شاہنواز نے خود ہی اس سے دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا۔ آفاق اسے پسند کرتے تھے۔ انہیں لگا تھا کہ وہ واقعی ان کا بہترین دوست بن سکتا ہے۔ مگر اس دوستی کے پیچھے چھپی وجہ انہیں معلوم نہیں ہو سکی تھی۔

شاہنواز کی ظاہری شخصیت اور پھر اس پر چڑھا نیکی کا غلاف اسے بے حد بہترین انسان کے روپ میں پیش کرتا تھا۔ تعلیم گاہ کے اندر شاید اس سے زیادہ بہترین اسٹوڈنٹ' بہترین دوست کوئی نہیں تھا۔ ہزاروں لڑکیاں اس پر مرتی تھیں مگر اس نے کبھی ان کی طرف توجہ نہیں دی۔ حقیقت تو یہ تھی کہ اسے ان لڑکیوں میں سے کوئی بھی اپنے معیار کی نہ لگتی تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

رہی دل بہلانے کی بات تو اس کے پاس اور بہت سے ذرائع تھے۔ جس سے وہ اپنی زندگی رنگین رکھے ہوئے تھا۔ پھر وہ ان ناپسندیدہ لڑکیوں کی طرف توجہ دے کر اپنی نیک نامی کو کیوں خراب کرتا؟ اس نیک نامی کا بھی اسے الگ ہی مزا ملتا تھا اور وہ اپنے ساتھیوں اور اساتذہ کو بے وقوف بنا دیکھ دل ہی دل میں خوب ہنستا۔

آفاق سے دوستی کی وجہ فضیلہ تھی۔ وہ مارکیٹ آیا تھا اپنے لیے کچھ خریدنے وہاں اس نے آفاق کے ساتھ فضیلہ کو دیکھا تھا۔ بے حد معصوم چہرہ' بڑی بڑی آنکھیں۔ چادر سے چھپے وجود سے بھی کرنیں پھوٹتی لگتی تھیں۔ لمحے بھر کے لیے وہ مبہوت ہو کر رہ گیا تھا۔ اس میں اسے عجیب سی کشش محسوس ہوئی تھی اور وہ غیر ارادی طور پر اس کے پاس پہنچ گیا تھا۔ آفاق اسے دیکھ کر خوش دلی سے ملا تھا جبکہ فضیلہ فورا" ہی وہاں سے ہٹ گئی تھی۔ اس کے اس گریز نے اسے کچھ اور اپنی سمت کھینچا تھا۔

اگلے بہت سے دن وہ اسی کے متعلق سوچتا رہا تھا۔ وہ لڑکی اس کے حواسوں پر چھا گئی تھی اور اب اسے وہ اپنی زندگی میں چاہیے تھی۔ اس نے آفاق سے راہ و رسم بڑھائے۔ ان کے گھر آنے جانے لگا مگر فضیلہ کی ایک جھلک بھی اسے دکھائی نہ دی۔ وہ تڑپ اٹھتا تھا۔ اپنی بے قراری اسے سمجھ نہ آئی تھی۔ وہ اس بات سے اچھی طرح واقف تھا کہ وہ صنف نازک کی محبت میں کبھی بھی مبتلا نہیں ہو سکتا۔ جو چیز اسے اپنی دسترس سے دور لگے وہ اس کے لیے یونہی دیوانہ ہو جایا کرتا تھا فضیلہ اس کی پہنچ سے کوسوں دور تھی۔

امتحانات ختم ہونے کے بعد وہ حویلی گیا تو اس کی ایک ہی ضد تھی کہ فضیلہ کو اس گھر کی بہو بنایا جائے۔ شاہنواز کے والد اقبال یہی سمجھے تھے کہ یقینا" کوئی آوارہ لڑکی ہی اسے پسند آئی ہوگی مگر اپنے سر چڑھے بیٹے کی خواہش تو انہیں پوری کرنی ہی تھی ہر صورت۔ شاہنواز کے ہمراہ جب وہ آفاق اور ان کے والدین سے ملے تو حیران رہ گئے۔ شاہنواز کی پسند ایسا خاندان ہو گا وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

اقبال صاحب کی سوچ بہت مختلف تھی۔ وہ شاہنواز کو اپنے جیسا بنانا چاہتے تھے مگر ان کی جاہل بیوی اور ان کے فخر و غرور میں ڈوبے والد نے اس کی تربیت خوب ہی کی تھی۔ وہ اکثر مصروف رہتے تھے۔ شاہنواز کی طرف ان کی توجہ ذرا کم ہی رہی اور جب انہیں ہوش آیا تو پانی سر پر سے گزر گیا تھا۔ وہ بالکل ان کے باپ جیسا تھا۔ ظالم اور خود سر۔

وہ اس کی دوغلی شخصیت سے اچھی طرح واقف تھے۔ وہ بے حد ذہین تھا مگر اس کی ذہانت منفی رجحانات کی طرف مائل تھی۔ وہ کوشش کے باوجود اسے راہ راست پر نہیں لا سکے تھے اور اب ان کے دل میں امید کی کرن جاگی تھی۔ فضیلہ کی صورت۔

رشتے کی خواہش سن کر انہیں تو حیران ہونا ہی تھا۔ کہاں وہ متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے اور کہاں وہ جدی پشتی جاگیردار۔ مگر ان کا بڑھتا اصرار ان کے سارے اعتراضات بہا لے گیا۔ شاہنواز کی شخصیت جادوگر تھی۔ سب ہی اس کے سحر میں ڈوبے تھے۔ آفاق کو لگتا تھا کہ فضیلہ جیسی لڑکی کے لیے شاہنواز ہی بہترین شوہر ثابت ہو گا اور اسی غلط خیال نے انہیں ہاں پر مجبور کر دیا۔

فضیلہ، شاہنواز' آفاق اور عافیہ کی شادیاں ایک ساتھ ہوئی تھیں۔ عافیہ ان کے والد کے دوست کی بیٹی تھی۔ ایک بیٹی رخصت ہوئی تو دوسری آ گئی۔ فضیلہ اور عافیہ بچپن کی سہیلیاں بھی تھیں۔

یوں لگتا تھا گویا زندگی میں بس یہی خوشی کے رنگ بھرتے رہیں گے۔ یہ خوشیاں کبھی ختم نہیں ہوں گی۔ وقت یوں ہی سبک رفتاری سے سہل انداز سے گزرتا چلا جائے گا مگر ایسا کبھی ممکن ہوا ہے؟ زندگی کی پہیلیاں اور مصلحتیں آج تک کوئی نہیں سمجھ پایا۔ سمجھنا ضروری بھی نہیں بس قبول کرنا ضروری ہے اور قبولیت کے مراحل کس قدر تکلیف دہ اور اذیت ناک ہوتے ہیں یہ وہی جانتا ہے۔ جس پر زندگی نے سانسیں حرام کی ہوں۔

شادی کے بس چند دن ہی سکھ اور چین سے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

کرتے تھے۔ دھیرے دھیرے وہ اپنی اصلیت دکھانے لگا۔ محض چند ماہ میں ہی اس کی دلچسپی فضیلہ میں سے ختم ہو گئی تھی۔ البتہ اس نے اسے گھر بدر نہیں کیا تھا کچھ بھی تھا اس کے گھر کو اس کے والد کو وہ سنبھال رہی تھی۔ اسے ایک بیوی تو چاہیے ہی تھی اور فضیلہ سے زیادہ اچھی عورت اسے مل نہیں سکتی تھی۔

اگر فضیلہ چپ چاپ اس کی بدکاری، حرام خوری اور ایسی بہت سی برائیاں برداشت کرتی رہتی تو وہ یقیناً" زندہ رہ لیتی۔ مگر اس کی سرشت میں ظلم برداشت کرنا نہیں تھا۔ اسے پہلا تھپڑ تب پڑا تھا جب اس نے شاہنواز کو نماز ادا کرنے کا کہا تھا اور پھر اس کے بعد جب جب وہ احتجاج کرتی، وہ اس پر بے دریغ ہاتھ اٹھاتا۔ کئی بار اس نے گھر چھوڑنے کا فیصلہ کیا مگر شاہنواز کی دھمکیاں اسے خاموش ہو جانے پر مجبور کر دیتیں۔ اس کی وجہ سے اس کے بھائی کی زندگی خراب ہو۔ ماں باپ پر برا اثر پڑے۔ وہ یہ سب نہیں چاہتی تھی۔ وہ دن رات دعائیں مانگتی کہ شاہنواز بدل جائے۔

شادی کو ایک سال ہو گیا تھا۔ عافیہ کی گود میں عالی شان آ چکا تھا اور وہ اب تک اس نعمت سے محروم تھی۔ آفاق کی اولاد دیکھ کر شاہنواز کو بھی باپ بننے کی خواہش بے چین کرنے لگی۔ فضیلہ قدرت کی طرف سے منتظر تھی اور شاہنواز اس ذرا سی دیر کو بھی اسی کے کھاتے میں ڈالتا۔ اقبال اسے لاکھ سمجھاتے مگر دولت، اقتدار کا نشہ اسے کچھ بھی سوچنے سے پرے ہی رکھتا تھا۔

فضیلہ کی دعائیں رنگ لائیں۔ وہ بھی امید سے ہو گئی۔ یہ خبر سن کر شاہنواز بہت خوش ہوا تھا۔ اس کا خیال رکھنے لگا۔ اس کے دل میں امید جاگی تھی کہ شاید اولاد دیکھ کر وہ بدل جائے مگر ایسا نہیں ہوا۔ آفاق کے گھر صولت پیدا ہوئی اور اس کے ایک ہفتے بعد فضیلہ نے ایک مرے ہوئے بیٹے کو جنم دیا۔ شاہنواز کئی دن افسردہ رہا۔ نہ اس نے کوئی جھگڑا کیا اور نہ ہی کوئی عیاشی۔ اس کا وارث مر گیا تھا۔ کچھ دن وہ غم منا کر پھر سے پرانا شاہنواز بن گیا۔

دوسری مرتبہ فضیلہ نے جڑواں بچوں کو جنم دیا۔ ایک بیٹا اور ایک بیٹی۔ مگر گھنٹے بھر کے بعد ہی نجانے کیا ہوا تھا کہ اس کے نوزائیدہ بیٹے کا سانس رک گیا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے لمحے بھر میں وہ ننھا وجود مردہ ہو گیا تھا۔ وہ پتھرائی آنکھوں سے دیکھتی رہ گئی تھی۔

شاہنواز اسی وقت اندر آیا تھا۔ وہ زمینوں سے لوٹا تھا۔ فون پر ہی اسے بچوں کی پیدائش کی خبر ملی تھی اور جب وہ بے تحاشا خوشی سے چلاتا ہوا پہنچا تو سامنے کا منظر اس کے حواس چھیننے کے لیے کافی تھا۔

سارے نوکر مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑے تھے۔ شاہنواز یہ ماننے سے انکاری تھا کہ اس کا بیٹا خدا کی رضا سے مرا ہے۔ اسے یہ سب ایک سازش لگی تھی۔ ساکت بیٹھی فضیلہ کو اس نے دیکھا اس کی گود میں معصوم سی گڑیا تھی۔ فضیلہ کی آنکھیں بالکل خشک تھیں۔

"او تو اب سمجھ میں آیا تم نے مجھے شکست دینے کے لیے اپنے ہی بیٹے کو قتل کر دیا۔" اس کا الزام سن کر فضیلہ کو یوں لگا جیسے کسی نے اس کے وجود کو کانٹوں پر گھسیٹ لیا ہو؟ وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔ لائن سے کھڑے ملازم بھی منہ کھولے اسے دیکھنے لگے۔

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں بی بی نے کچھ نہیں کیا۔ میرے سامنے بچے نے دم توڑا ہے۔ بی بی کی کوئی غلطی نہیں۔" وہ اس گھر کی پرانی نوکرانی تھی انہی کے ہاتھوں بچوں کا جنم ہوا تھا۔ فضیلہ کے منہ سے آواز ہی نہیں نکلی۔ وہ اتنی شاکڈ تھی کہ اپنے قریب آتے شاہنواز کو بھی نہ دیکھ پائی۔ ایک ماں اپنی اولاد کو کیسے قتل کر سکتی ہے؟ شاہنواز کی اس گھٹیا ترین بات نے اس کا دماغ ماؤف کر دیا تھا۔ شاہنواز نے اس کی گود میں لپٹی بچی کو اٹھایا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی جو ہوا اس نے زمین و آسمان ہلا کر رکھ دیے تھے۔ شاہنواز نے اس معصوم کی گردن پر اپنے ہاتھوں کا دباؤ ڈالا تھا۔ ہر شے جیسے ساکت رہ گئی تھی۔ شاہنواز کی سفاکی پر آسمان بھی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ترتیب ترتیب کر رویا تھا۔ وہ رات بہت بھیانک تھی۔ اس کی تاریکی نے فضیلہ کے وجود کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

اور جب اسے ہوش آیا تو وہ خرد کھو چکی تھی۔ اس کی اس حالت کی اصل وجہ چھپا دی گئی تھی۔ سب کو یہی کہا گیا کہ دونوں بچوں کی موت نے اس کے دماغ پر برا اثر ڈالا ہے۔ شاہنواز کی اجازت سے وہ اسے اپنے ساتھ لے آئے۔ شاہنواز کے والد بھی اس حقیقت سے انجان تھے۔ اگر انہیں خبر ہوتی تو شاہنواز کا یہ گناہ وہ کبھی معاف نہ کرتے۔

فضیلہ کا علاج شروع کروایا گیا۔ علاج کے ابتدائی دنوں میں ہی عافیہ کے ہاں سیماب کی پیدائش ہوئی۔ عافیہ نے نجانے کیا سوچ کر سیماب کو اس کی گود میں ڈالا تھا مگر سیماب کو وہ اپنا بچہ سمجھی تھی۔ ڈاکٹرز کے بہترین علاج، گھر والوں کی محبت اور سیماب کے ننھے وجود کی وجہ سے وہ بہت تیزی سے صحت یاب ہوئی تھی اور چند ماہ میں وہ بالکل بدل گئی تھی۔ وہ کچھ بھی نہیں بھولی تھی۔ سارا ظلم اسے اچھی طرح یاد تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ شاہنواز کو نہیں چھوڑے گی۔ مگر مقابل بھی شاہنواز تھا۔

فضیلہ نے فی الحال کوئی بھی بات اپنے گھر والوں کو نہیں بتائی تھی کیونکہ اسے علم تھا کہ وہ اسے دوبارہ حویلی نہ جانے دیتے اور شاہنواز پر کیس کر دیتے۔ شاہنواز ٹھہرا زمیندار اور اثر و رسوخ والا آدمی۔ دشمنی میں وہ کسی بھی حد تک جا سکتا تھا اور فضیلہ کو ایک مضبوط سہارے کی ضرورت تھی اور وہ اقبال صاحب کے علاوہ دوسرا کوئی نہیں تھا۔ شاہنواز فضیلہ کی خاموشی سے بہت کچھ اخذ کر چکا تھا۔ اس کے پاس فضیلہ کو روکنے اور خاموش کروانے کا حل بھی موجود تھا۔ سیماب کی صورت۔ سیماب کو قتل کر دینے کی دھمکی نے فضیلہ کو منہ بند کرنے پر مجبور کر دیا اور وہ ایک بار پھر بے زبان جانور بن گئی۔

ماہی کے پیدا ہوتے ہی فضیلہ نے سیماب کو واپس کر دیا۔ شاہنواز کو ماہی سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس کی اپنی الگ دنیا تھی وہ وہیں مگن رہتا تھا۔ فضیلہ کو نہیں معلوم تھا کہ اس کے علاوہ شاہنواز کی اور کتنی بیویاں ہیں مگر وہ ان میں سے کسی ایک کو بھی حویلی نہیں لایا تھا البتہ کئی بار اس نے کہا ضرور تھا کہ وہ نکاح کر چکا ہے۔

سالوں پر سال گزرتے چلے گئے۔ فضیلہ نے اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا تھا۔ وہ بالکل بے بس ہو گئی تھی۔ اقبال صاحب کی زندگی کا محور ماہی تھی۔ وہ اس سے بہت پیار کرتے تھے۔ اپنی جان سے زیادہ عزیز تھی وہ اسے۔ فضیلہ پر انہیں بہت ترس آتا تھا۔ انہیں کبھی کبھی اس کے صبر پر حیرت ہوتی اور ایک روز انہیں اس کی خاموشی کی وجہ بھی معلوم ہو گئی۔

شاہنواز بہت دن بعد گھر آیا تھا اور نجانے کس موڈ میں تھا کہ ماہی کو گود میں بھر لیا اور پیار کرنے لگا۔ ماہی حیرت بھری نگاہوں سے اپنے باپ کو دیکھ رہی تھی۔ فضیلہ نے اسے ماہی کو اٹھاتے دیکھا تو چیل کی طرح اس پر جھپٹی تھی۔ کمرے سے نکلتے اقبال صاحب نے حیرت سے فضیلہ کی یہ حرکت دیکھی تھی۔ اس نے شاہنواز سے ماہی کو چھین لیا تھا۔

"خبردار جو میری بیٹی کو ہاتھ لگایا تو؟" وہ ماہی کو سینے سے لگائے ہذیانی انداز میں بولی تھی۔ بہت سال پہلے کا منظر اس کی آنکھوں میں ناچ رہا تھا وہ جیسے پاگل ہو گئی تھی۔

"کیا بکواس کر رہی ہو؟ یہ صرف تمہاری بیٹی نہیں ہے۔ اپنی اوقات میں رہو اور ماہی کو مجھے دو۔" وہ غصے سے اس کے قریب بڑھا تھا۔

"آگے مت بڑھنا۔ ماہی سے تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ تم جیسا درندہ اور وحشی میری ماہی کا کچھ نہیں لگتا۔" وہ اسے سینے سے چمٹائے چلا رہی تھی۔

"بکواس بند کرو گھٹیا عورت۔" وہ دھاڑا تھا۔

"تمہارا کیا بھروسہ جیسے پہلی بیٹی کا گلا دبا کر قتل کر دیا تم اسے بھی قتل کر دو۔ میں تمہیں ماہی کے قریب بھی نہیں پھٹکنے دوں گی چاہے تم کچھ بھی کرو۔" اتنی پرانی بات اس کے منہ سے ادا ہو گئی تھی۔ اقبال صاحب کو

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لگا تھا کہ زمین ان کے پیروں سے سرک گئی ہے اور شاہنواز کا سارا ضبط ختم ہو گیا تھا اس سے پہلے کہ وہ اسے اذیت کا نشانہ بناتا۔

اقبال صاحب کی گرج دار آواز نے اسے رک جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ انہوں نے زندگی میں پہلی بار شاہنواز پر ہاتھ اٹھایا تھا اور پھر ان کا ہاتھ رکا نہیں تھا۔ پوری حویلی نے یہ تماشا دیکھا تھا۔ شاہنواز نے ایک خونخوار نگاہ فضیلہ پر ڈالی تھی اور حویلی سے نکل گیا تھا۔ اقبال صاحب وہیں زمین پر بیٹھ کے رونے لگے۔

☼ ☼ ☼

اقبال صاحب نے جو فیصلہ کیا تھا اس پر سب حق دق رہ گئے تھے۔ انہوں نے اپنی تمام جائیداد فضیلہ کے نام کر دی تھی۔ شاہنواز کو جب اس کی خبر ملی تو وہ بھوکا شیر بن گیا۔

"مجھے یہ کام بہت پہلے کر لینا چاہیے تھا۔ میری خاموشی، مصلحت پسندی کو بزدلی سمجھ بیٹھے تھے تم تمہارے پاس تمہاری ماں کی جائیداد ہے اس جائیداد کے ساتھ جو جی میں آئے کرو۔ یہ حویلی اب فضیلہ کی ہے اور وہ تمہیں اس حویلی میں برداشت نہیں کرے گی۔ اس لیے بہتر ہے کہ سامان اٹھاؤ اور یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ دوسری صورت میں میں تم پر کیس کر دوں گا۔ سوچ لو کہ کیا حشر ہو گا تمہارا۔" انہوں نے تحمل سے کہا تھا اور اپنے کمرے میں چلے گئے۔ وہ پاگل ہو گیا تھا۔ بالکل پاگل۔ فضیلہ جو اس کی آمد سے بے خبر اپنے کمرے میں سو رہی تھی۔ ماہی بھی اس کے قریب سوئی تھی۔ شاہنواز کی دھاڑ پر وہ دونوں بری طرح ہڑبڑا کر جاگی تھیں۔

"تم یہاں؟" وہ اسے دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔

"جائیداد کے پیپرز ابھی اور اسی وقت میرے حوالے کر دو۔" وہ اس کے سر پر کھڑا جیسے کوئی بہت ہی معمولی شے طلب کر رہا تھا۔ فضیلہ کو اس کی موجودگی کی وجہ سمجھ آ گئی۔

"پیپرز بابا کے پاس ہیں۔ میرے پاس نہیں۔" اس نے مطمئن انداز میں جواب دیا تھا اور پھر سے لیٹ گئی اس کی یہ بے نیازی شاہنواز پر بری طرح اثر انداز ہوئی تھی۔ اس نے اس کا بازو پکڑ کر اسے کھینچا تھا۔ وہ درد سے کراہتے ہوئے اٹھ گئی۔

"مجھے ابھی اور اسی وقت پیپرز چاہییں ورنہ دوسری صورت میں تمہارے لیے بہت برا ہو جائے گا۔" وہ اس کو جھٹکا دے کر بولا۔ فضیلہ نے اس سے اپنا آپ چھڑایا۔

"تمہیں جو جی میں آئے وہ کرو۔ پیپرز تو میں تمہیں کسی صورت نہیں دوں گی۔" اس نے بے خوفی سے کہا تھا۔

"دیکھتا ہوں کہ تم کیسے وہ پیپرز نہیں دو گی۔" وہ اپنی سرخ آنکھوں سے اسے گھورتا ہوا بولا۔ اور پھر اس نے اس کے بال اپنی مٹھیوں میں جکڑ لیے تھے۔ ماہی یہ سارے مناظر بہت عرصے سے دیکھتی آ رہی تھی۔ ہمیشہ کی طرح خوف سے وہ زرد ہو گئی تھی۔ فضیلہ کی چیخیں پوری حویلی میں گونجنے لگی تھیں۔ شاہنواز اسے گھسیٹتا ہوا کمرے سے باہر لے آیا۔

ماہی ماں کو بچانے کے لیے شاہنواز کے پیچھے دوڑی تھی۔ شور شرابے سے حویلی کے سارے ملازم اکٹھے ہو گئے تھے۔ ایک ملازم دوڑ کر اقبال صاحب کو بلا لایا۔ وہ تو یہی سمجھے تھے کہ شاہنواز غصے سے باہر نکل گیا ہو گا جیسا کہ اس کی عادت تھی۔ مگر وہ سارے حساب آج ہی بے باق کر لے گا اس کا انہیں اندازہ نہیں تھا۔

شاہنواز وحشیوں کی طرح اسے پیٹ رہا تھا۔ اقبال صاحب اسے بچانے کے لیے آئے تھے مگر شاہنواز نے انہیں بھی دھکا دے دیا۔ ان کا بوڑھا وجود لڑکھڑا کر نیچے جا گرا۔ ماہی دوڑ کر ان سے لپٹ گئی تھی۔ کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ شاہنواز کو روک سکے۔ کوئی آگے نہیں بڑھا تھا۔ جو لوگ ظلم ہوتا دیکھ کر بھی خاموش رہیں۔ ان کی بے حسی ان کا خوف ان پر اسی طرح کے حکمران مسلط رکھتا ہے۔

شاہنواز جانتا تھا کہ اگر وہ پیپرز حاصل کر بھی لے تو بھی اس کے والد جائیداد کو اس کے نام منتقل نہیں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہونے دیں گے اور بچے کے قتل کا پول بھی کھل چکا تھا۔ فضیلہ کے نام جائیداد کرنے کا مطلب تھا اسے طاقت ور بنانا اور فضیلہ کسی صورت اسے معاف نہ کرتی جائیداد ہتھیانے اور قتل کے کیس سے بچنے کے لیے اس کے پاس ایک ہی راستہ تھا اور اس نے وہ راستہ اپنا لیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"میں نے ساری بات عائشہ بیگم کو بتا دی ہے اور انہیں ماہی کے ماضی سے یا پھر اب جو کچھ ہو رہا ہے ان سب باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ تو اس بات سے بے حد خوش ہوئیں کہ ہم نے ان پر اتنا بھروسہ کیا اور ساری سچائی بتا دی۔ وہ ماہی کو ہر صورت اس گھر کی بہو بنانا چاہتی ہیں ساتھ ہی ساتھ انہیں مہر اور سیماب کے رشتے پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔ بس رسمی سی اجازت چاہیے شاہ دل سے۔" وہ آفاق صاحب کو تفصیل بتا رہی تھیں۔ ان کے چہرے پر بہت عرصے بعد اطمینان دکھائی دیا تھا۔ آفاق صاحب ان کے چہرے کی چمک دیکھ کر مسکرائے۔

"عافیہ بیگم شاہ دل اور اس کی فیملی کے لوگ واقعی بڑے دل کے مالک ہیں۔ انہیں بھلے کوئی اعتراض نہ ہو مگر... ماہی... ماہی کو کیسے راضی کریں گی آپ...؟ آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ وہ شادی کی بات سن کر کس طرح کا رویہ ظاہر کرے گی۔ اسے منانا مشکل ترین امر ہے اور میں اس سلسلے میں کوئی مدد نہیں کر پاؤں گا۔ جو بھی کرنا ہے آپ کو اکیلے کرنا ہے۔ ماہی کے آنسو اس کا رونا دھونا میں برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ انکار کرے گی تو میں کبھی بھی اس رشتے کے لیے ہاں نہیں کر پاؤں گا اسی لیے بہتر ہو گا آپ اسے مجھ تک پہنچنے ہی نہ دیں اور اسے اپنے طریقے سے سمجھائیں اور اس رشتے کے لیے راضی کریں۔" انہوں نے اپنی بات مکمل کی عافیہ کو اچھی طرح اندازہ تھا کہ یہ مرحلہ بے حد مشکل ہے۔ ماہی کو منانا بہت مشکل ہے لیکن جہاں اس پاک ذات نے شاہ دل کی صورت انہیں بہترین اور سیدھا راستہ دکھایا وہیں وہ ماہی کے دل کو بھی نرم کرے گا اس بات پر انہیں پورا یقین تھا۔ مگر انہیں یہ نہیں معلوم تھا کہ ان کے کچھ الفاظ ماہی کو ایک ہی رات میں اقرار کرنے پر مجبور کر دیں گے اور وہ شاہ دل کی زندگی میں کسی خواب کی طرح شامل ہو جائے گی۔

اگلے روز وہ سارا وقت الفاظ ترتیب دیتی رہیں کہ کس طرح ماہی کے سامنے یہ بات رکھی جائے اور جب وہ ماہی کے پاس آ کر بیٹھیں تو ترتیب دیے گئے جملے بھک سے اڑ گئے۔ وہ بے چارگی سے ماہی کی شکل دیکھنے لگیں۔

"ماں کیا بات ہے۔ ایسی پریشان صورت بنا کر کیوں بیٹھی ہیں۔" وہ ان کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے بولی۔

"مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے ماہی۔" انہوں نے بالآخر ہمت کر ہی لی۔

"جی کہیے۔" وہ آہستگی سے بولی۔ عافیہ نے اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

"ماہی میں جو کہہ رہی ہوں اسے بہت غور سے سننا اور تحمل سے سوچ بچار کے بعد مجھے جواب دینا۔" وہ تمہید باندھنے لگیں ماہی الجھ کر انہیں دیکھنے لگی۔

"ماں صاف صاف بتائیں کہ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟" وہ پریشان سی ہو گئی۔ انہوں نے گہری سانس بھری۔

"ولیمہ والے روز میں نے مہر کے رشتے کی بات کرنا چاہی تھی مگر عائشہ بیگم نے مجھ سے پہلے ہی مجھ سے تمہیں مانگ لیا۔" وہ ماہی کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے بولیں وہ مزید الجھ گئی۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ..." انہوں نے ساری بات اس کے گوش گزار کر دی اور ماہی... ماہی تو یہ سب سنتے ہی سنتے سے اکڑ گئی۔ اسے شدید غصہ آ رہا تھا۔ اس نے جھٹکے سے اپنے دونوں ہاتھ ان کے ہاتھوں سے چھڑائے تھے اور بیڈ پر سے اٹھ گئی۔ عافیہ بیگم اسے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دیکھنے لگیں۔

"ان کی ہمت کیسے ہوئی میرا نام لینے کی؟ اور آپ... آپ مجھے یہ ساری باتیں کیوں بتارہی ہیں؟ آپ نے اسی وقت انہیں انکار کیوں نہیں کردیا؟" وہ غصے سے بے قابو ہو کر چلا رہی تھی۔ عافیہ بیگم بھی کھڑی ہو گئیں۔

"ماہی تمہارا دماغ تو اپنی جگہ پر ہے ناں؟ تم اتنی سی بات پر اس طرح کیوں چلا رہی ہو؟" وہ اس کے چہرے کے بدلتے رنگوں پر نگاہیں جمائے بول رہی تھیں ماہی کا فشار خون تیزی سے بلند ہو رہا تھا۔

"کیوں نہ چلاؤں میں؟ وہ لوگ ہوتے کون ہیں میرا نام لینے والے؟" وہ پھر چیخی تھی۔

"جب تم سیماب کے لیے مہر کا رشتہ مانگنے کا کہہ سکتی ہو تو کیا تمہارا ہاتھ کوئی نہیں مانگ سکتا؟ جہاں بیری ہے وہاں پتھر تو آئیں گے۔ اور ایک نہ ایک دن تمہاری شادی کرنی ہی ہے۔ اور شاہ ویل اس لحاظ سے بالکل مناسب ہے۔" وہ ماہی کے برعکس، بہت پرسکون انداز میں بولی تھیں مگر یہ سکون صرف دکھاوے کا تھا اندر ہی اندر وہ اس کے شدید رویے سے خائف اور پریشان ہو رہی تھیں۔ ماہی ان کی بات پر صدمے سے گنگ ہو کر انہیں دیکھنے لگی۔

"ماہی..." اس کی آواز میں حیرت، دکھ نجانے کیا کیا تھا۔

"ماہی... تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ صولت کی بھی تو شادی کی ہے ہم نے۔ وہ تو تمہاری طرح نہ چیخی نہ چلائی۔ نہ روئی دھوئی۔ پھر تم کیوں اس طرح سے کر رہی ہو؟" وہ یوں بولیں جیسے انہیں کچھ خبر ہی نہ ہو کہ اس کے اس رویے کے پیچھے کیا عوامل کارفرما ہیں ماہی بہت کچھ کہتے کہتے چپ ہو گئی۔

"مجھے شادی نہیں کرنی نہ آج نہ کل۔" وہ قطعیت سے بولی۔ بہت سے بے قرار آنسو اس کے چہرے پر پھسلنے لگے تھے۔

"شادی نہ کرنے کی کوئی وجہ بھی تو ہو۔ کہیں تم اپنی ماں کی وجہ سے تو..." ان کا اتنا کہنا تھا کہ اس کے رونے کی شدت میں کئی گنا اضافہ ہو گیا۔ وہ اس کے قریب آ گئیں اور اسے اپنے ساتھ لگائے بیڈ پر بٹھانے لگیں پھر اس کے چہرے کو اپنی انگلیوں سے صاف کیا۔

"ماہی شاہ ویل ایسا ہرگز نہیں جیسا تم سوچتی ہو۔" وہ اس کی ٹھوڑی چھو کر بولیں۔

"جب ماموں نے امی کا رشتہ طے کیا تھا تب وہ شخص بھی ماموں کو بہت نیک لگا تھا۔" اس نے گہرے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔ "اور پھر... پھر کیسا شخص نکلا؟ سب کچھ تباہ و برباد کر دیا اس نے میں... میں بھی شادی نہیں کروں گی۔ مجھے اتنی اذیت ناک موت نہیں مرنا۔" وہ بری طرح خوف زدہ ہو گئی تھی۔ انہوں نے اسے اپنے سینے سے لگالیا اور تھپکنے لگیں۔

"ہر مرد شاہنواز جیسا نہیں ہوتا۔ تمہارے ماموں بھی تو ہیں میرا کتنا خیال رکھتے ہیں عالی شان اپنی بیوی اور بچی پر جان چھڑکتا ہے اور سیماب... وہ بھی تو مہر کی محبت میں مبتلا ہے۔ تم ان لوگوں کو کیوں نہیں دیکھتیں ان کی اچھائی اور محبت کو کیوں نہیں محسوس کرتیں؟" وہ نرمی اور پیار سے سمجھانے لگیں وہ ان سے نرمی سے الگ ہوئی۔

"مامی' میں ان تین مردوں کے علاوہ کسی چوتھے پر بھروسہ نہیں کر سکتی۔ سب کہتے ہیں کہ بیٹیاں ماؤں کی قسمت چراتی ہیں اور میں میری تو شکل بھی امی جیسی ہے۔ میری قسمت بھی ان جیسی ہی ہو گی۔ مامی پلیز مجھ پر رحم کریں۔ مجھے جینے دیں۔" وہ ان کے آگے ہاتھ جوڑ کر بولی اور بلک بلک کر رونے لگی۔ وہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہیں۔ اسے یوں روتا دیکھ کر ان کے دل پر کیا گزر رہی تھی۔ یہ وہی جانتی تھیں۔ اپنا دل قابو کیے وہ اسے بلکتا دیکھتی رہیں۔

"ماہی تم جانتی ہو کہ میں نے تمہیں شاہ ویل کے رشتے کے متعلق کیوں بتایا؟ میں کیوں چاہتی ہوں کہ تم اس رشتے کے لیے ہاں کرو۔" وہ پرسوچ لہجے میں بول رہی تھیں ماہی نے بھیگا چہرہ اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"کیونکہ تم اٹھارہ سال کی ہونے والی ہو۔" انہوں نے آہستگی سے کہا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے اٹھارہ سال کے ہوتے ہی ساری جائیداد اور وہ حویلی تمہارے نام ہو جائے گی۔"

"جی معلوم ہے مجھے مگر اس بات کا یہاں کیا ذکر؟" اسے سمجھ نہیں آئی تھی۔

"اسی بات کا ہی تو ذکر ہے۔ ہم نے تم سے یہ بات چھپائی مگر اب وقت آگیا ہے کہ میں تمہیں ساری حقیقت سے آشنا کردوں۔ تاکہ تمہیں فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔ پھر بھی اگر تمہیں اس رشتے سے انکار کرنا ہوا تو ہم تم پر زور زبردستی نہیں کریں گے۔"

"مامی پلیز۔ صاف صاف بتائیں۔ پہیلیاں کیوں بجھوا رہی ہیں۔" اس کا دل عجیب گھبراہٹ میں مبتلا ہونے لگا تھا۔ ان کا ضرورت سے زیادہ سنجیدہ اور محتاط انداز اسے چونکا رہا تھا۔

"تو پھر سنو۔ شاہنواز جیل سے رہا ہو کر آچکا ہے۔" انہوں نے بالآخر اسے حقیقت بتا ہی دی۔ ماہی کی چلتی سانسیں کچھ لمحوں کے لیے رک گئی تھیں۔ وہ اس قدر شاک تھی کہ بہت دیر تک اس کی آواز بند رہی۔ مامی اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ کر پریشان ہو گئیں۔

"ماہی بی ریلیکس۔" انہوں نے اسے خود سے لگاتے ہوئے کہا۔ وہ ان سے سختی سے لپٹ گئی۔ بہت سے مناظر اس کی آنکھوں کے سامنے چلنے لگے تھے۔ اس کے لبوں سے سسکیاں نکلنے لگیں۔

"ماہی... رومت بیٹا۔" وہ اسے سنبھالنے لگیں۔ وہ بہت دیر تک روتی رہی۔

"رونے سے کچھ نہیں ہونے والا۔ تمہارے ماموں تمہارے لیے بہت فکر مند ہیں مگر تم اچھی طرح جانتی ہو کہ شاہنواز کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ اس کے پاس پیسے کی طاقت ہے اور ہم... ہم ہر طرح کی کوشش بھی کرلیں تو بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ وہ بہت دن سے تمہارے ماموں کو دھمکیاں دے رہا ہے۔ اس رات جو شخص تمہارے کمرے میں آیا تھا وہ بھی شاہنواز کا بھیجا ہوا تھا۔" وہ دھیرے دھیرے حقیقتوں سے پردے اٹھا رہی تھیں۔ ماہی سانس روکے سب سن رہی تھی۔

"شاہنواز نے یہ تک کہا ہے کہ اگر ہم نے تمہیں اس کے حوالے نہ کیا تو وہ ہمارا پورا گھر جلا کر راکھ کر دے گا۔ میرے دونوں بیٹوں کو اس طرح سے غائب کر لے گا کہ ہم ڈھونڈ بھی نہیں پائیں گے ان سب دھمکیوں کے باوجود تمہارے ماموں نے 'میں نے' تمہارے بھائیوں نے تمہیں خود سے الگ نہیں کیا۔ اب جب خدا نے ہماری مدد کا فیصلہ کر لیا ہے اور شاہ دل کی صورت ایک طاقت ور محافظ کو تمہارے لیے چن لیا ہے تو تم انکار کر کے ہمیں اسی مشکل میں پھر سے دھکیل دو۔ میں تم سے کوئی شکایت نہیں کروں گی۔

شاہنواز اپنے ارادے میں کامیاب ہو کہ نہ ہو مجھے نہیں معلوم مگر ہمارے جیتے جی تم اس کی دسترس میں کبھی نہیں جاؤ گی۔

میں نے عائشہ بیگم کو ساری حقیقت سے آگاہ کر دیا تھا اور انہیں ان سب مسائل سے کوئی پریشانی نہیں بلکہ وہ تو ناراض ہو رہی تھیں کہ یہ بات انہیں پہلے کیوں نہیں بتائی گئی۔ جہاں تک شاہ دل کی بات ہے تو وہ تمہارا طالب ہے۔ تم سے محبت کرتا ہے اور اسی کے ایما پر تمہارا ہاتھ مانگا گیا ہے۔

اب یہ تمہاری مرضی کہ تم خدا پر بھروسہ کر کے اس رشتے کے لیے ہاں کرتی ہو یا پھر انکار تمہارا جو فیصلہ ہو گا وہ ہمیں منظور ہو گا۔ پھر بھلے ہی ہمیں اس فیصلے کی بھاری قیمت ہی کیوں نہ چکانی پڑے۔" وہ بات ختم کرتے ہوئے بولیں۔ اس دوران ماہی بالکل چپ رہی تھی۔ سب کچھ سر جھکائے سنتی رہی۔ عافیہ کو اس کے چہرے کے تاثرات سے کچھ اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ ان کی باتوں نے اس پر کس طرح اثر کیا ہے۔ اس کے چہرے پر ناقابل فہم تاثرات تھے۔ کچھ دیر بعد اس نے جھکا سر اٹھایا۔

"مامی، میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتی ہوں۔" اس نے بمشکل یہ چند لفظ ادا کیے تھے اس کے دل کے حال سے وہ باخبر تھیں۔ انہوں نے جاتے ہوئے اس کا ماتھا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

چوما اور لائٹ آف کر کے چلی گئیں۔ ماہی بیڈ پر لڑھک گئی۔

"امی۔" وہ سسکنے لگی۔

☆ ☆ ☆

دوسری طرف عائشہ بیگم یہ جان کر شدید حیران تھیں کہ ماہی شاہنواز کی بیٹی ہے۔ ان کے سہاگ کے قاتل کی بیٹی۔ اس وقت عافیہ کے بیگم سامنے تو انہوں نے خود پر قابو رکھا تھا اور اپنی حیرت ظاہر نہیں ہونے دی تھی مگر تب سے لے کر وہ اب تک بس یہی ایک بات سوچے جا رہی تھیں۔ ماہی شاہنواز کی بیٹی ہے اس میں اس کا تو کوئی قصور نہیں تھا اور جو کچھ شاہنواز نے ماہی اور اس کی ماں کے ساتھ کیا ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔

کیا کوئی شخص اس حد تک ظالم ہو سکتا ہے؟ وہ سوچتی اور ماہی کے لیے ان کے دل میں موجود محبت بڑھ جاتی۔ وہ آج بھی ماہی کو شاہ دل کی بیوی بنانا چاہتی تھیں مگر۔

شاہ دل اگر حقیقت جان لیتا تو دوبارہ کبھی نہ ماہی کی صورت دیکھتا اور نہ ہی اس خاندان سے کوئی تعلق رکھتا۔ اسے شاہنواز سے اور اس سے منسلک ہر ہر چیز سے شدید ترین نفرت تھی۔ وہ جذبات کے معاملے میں شدت پسند تھا۔ انہیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ شاہ دل کو کیسے حقیقت بتائیں؟ نفرت میں وہ اس قدر آگے بڑھ چکا تھا کہ اپنی محبت کا بھی خیال نہ کرتا اور وہ نہیں چاہتی تھیں کہ ایسا کچھ بھی ہو۔ وہ خود کو برباد کرے اور ان کے دل نے انہیں یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ شاہ دل سے اس حقیقت کو مخفی رکھیں۔

☆ ☆ ☆

پھر سب کچھ بہت تیزی سے طے ہوا تھا۔ ایک ہفتے کے اندر اندر تمام ضروری شاپنگ کر لی گئی تھی۔ اس نکاح کی خبر صرف قریبی لوگوں کو تھی۔ شاہ دل اور ماہی مہر اور سیماب کا نکاح ہال میں منعقد کیا گیا تھا۔ یہ طے ہوا تھا کہ ماہی کی رخصتی کر دی جائے گی مگر آفاق صاحب کے دل میں نجانے کیا سمائی کہ انہوں نے مہر کی رخصتی کی بھی بات رکھ دی۔ جو کچھ پس و پیش کے بعد قبول کر لی گئی تھی۔

روایتی طریقے سے یہ کام بھی انجام دے دیا گیا۔ مہر خوش رنگ سپنے لیے پیا دیس سدھاری جبکہ ماہی دل میں ہزاروں خوف، ہزاروں درد لیے شاہ دل کے سنگ اس کی گاڑی میں بیٹھی۔ ڈرائیور کار ڈرائیو کرنے لگا۔ ماہی کو اپنے اردگرد کا کچھ ہوش نہیں تھا وہ چونکی اس وقت جب اسے اپنے مہندی سے سجے ہاتھوں پر لمس محسوس ہوا۔ اس نے چونک کر اپنے برابر بیٹھے شاہ دل کو دیکھا۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا ماہی نے سر جھکا لیا۔ اس کی مسکراہٹ نے بھی ماہی کے دل میں پھول نہیں کھلائے تھے۔ آنے والے لمحوں کا خوف اس پر مسلط تھا۔ ماضی اس کے دماغ سے چپکا تھا۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ سوچ سوچ کر پاگل ہو جائے گی اس نے تھک کر سر سیٹ کی پشت سے ٹکا دیا۔

وسیع و عریض کمرہ پھولوں سے سجا تھا۔ کمرے کی آرائش میں سرخ گلاب اور موتیے کے پھول استعمال کیے گئے تھے۔ وہ اپنے چاروں اطراف دیکھنے لگی۔ ڈبل بیڈ جس پر وہ براجمان تھی۔ پورا کا پورا سرخ پھول کی پتیوں سے بھر دیا گیا تھا۔ بیڈ کے چاروں اطراف موتیے کی لڑیاں لٹک رہی تھیں۔ بیڈ کے دونوں اطراف رکھے سائیڈ ٹیبلز پر رکھے خوب صورت لیمپس سے بھی موتیے کی لڑیاں لپٹی تھیں۔ مہر نے اسے بتایا تھا کہ کمرے کی سجاوٹ شاہ دل نے اپنے ہاتھوں سے کی ہے۔ مگر اس کے دل میں کوئی خوش کن احساس نہیں جاگا۔ اس بات نے بھی اس کے دل میں پھول نہیں کھلائے کہ وہ ایسے شخص کی بیوی بن چکی ہے۔ جو اس سے بہت محبت کرتا ہے۔ اس کی بیوی کے درجے پر فائز ہونے سے پہلے ہی وہ اس کے دل میں جگہ بنا چکی ہے اسے اس بات سے بھی کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ اس کے چاروں اطراف جیسے گہرا سناٹا تھا۔

وہ بہت دیر سے ایک ہی پوزیشن پر بیٹھی تھی۔ وہ شاہ دل کا انتظار نہیں کر رہی تھی مگر یہاں بیٹھے رہنا اس

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کی جوڑی تھی۔ جب تھک گئی تو وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر لیٹ گئی۔ اس کی نگاہ اپنے مہندی سے سجے ہاتھوں پر پڑی کس قدر خوب صورت لگ رہے تھے اس کے ہاتھ گندمی کلائیوں میں گہرے میرون رنگ کی چوڑیاں ان چوڑیوں پر نگاہیں جمائے کب اس کی آنکھ لگ گئی اسے خبر نہ ہوئی۔

اس کی آنکھ تکلیف کے شدید احساس سے کھلی تھی۔ اس نے اپنے سامنے دیکھا۔ شاہ دل اس کے پاس بیٹھا تھا۔ چوڑیوں سے سجی کلائی اس کی سخت اور بے رحم گرفت میں تھی۔ اس کی سختی کے باعث چوڑی ٹوٹ کر اس کی کلائی میں ہی کھب گئی تھی۔ وہ حیران ہو کر اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔ اسے اپنی نئی زندگی سے کوئی اچھی امید وابستہ نہیں تھی مگر اسے اتنے برے آغاز کی سوچ تک نہیں آئی تھی۔ شاہ دل کی نفرت سے بھری آنکھیں اس پر جمی تھیں۔ وہ بہت کچھ پوچھنا چاہتی تھی مگر آواز جیسے گھٹ گئی۔ وہ اپنی کلائی چھڑوانے لگی۔ درد ناقابل برداشت تھا۔

"چھوڑیئے مجھے۔" کوشش کی بعد ناکام ہو کر وہ غصے سے چلا اٹھی۔ آنسو چہرے پر تیزی سے پھیلنے لگے۔ وہ اس کی کلائی چھوڑے بنا بستر سے اٹھ گیا اور اسے کھینچا۔ ماہی کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔ شاہ دل کا غصہ' اس کی نفرت وہ کچھ بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ وہ اسے گھسیٹتا آگے بڑھنے لگا۔

"ہاتھ چھوڑیں میرا۔ کہاں لے کر جارہے ہیں مجھے آپ؟" وہ ایک بار پھر چلائی تھی۔ شاہ دل نے کمرے کا دروازہ کھولا اور جھٹکے سے اس کی کلائی چھوڑی۔ وہ لڑکھڑا گئی۔

"جہاں تمہاری جگہ ہے۔ تم اس کمرے کے اور میرے لائق نہیں۔" اس نے بس اتنا کہا اور دروازہ زور سے بند کردیا۔ وہ حیرت اور دکھ سے جیسے پتھر ہو گئی تھی۔ وہ بند دروازے کو دھندلی آنکھوں سے دیکھتی رہی۔

عائشہ بیگم اپنے کمرے میں گہری نیند میں تھیں۔ نوکر اپنے کوارٹر میں وہ رات کے اس پہر اس بڑے سے بنگلے میں تنہا کھڑی تھی۔ سب نے اس کے ساتھ اس کا دماغ کچھ دیر کے لیے سن کر دیا تھا۔ کھڑے ہو ہو کر اس کی ٹانگیں شل ہونے لگیں۔ کلائی کی تکلیف بھی شدید تھی۔ اس نے اپنے اردگرد دیکھا چاروں طرف اندھیرا تھا۔ کوریڈور کی تمام لائٹس آف تھیں۔ ڈر کے احساس کے ساتھ اب خوف کا احساس بھی اس پر غالب آنے لگا۔ وہ روتے روتے نیچے بیٹھ گئی۔ شدید خوف کے اثر سے گھبرا کر اس نے آنکھیں موند لیں۔

☆ ☆ ☆

کمرے کا دروازہ بند کرتے ہی وہ پلٹا اور پھر تھم کر رہ گیا۔ کتنے ارمانوں سے اس نے یہ کمرہ اپنے ہاتھوں سے سجایا تھا۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے آنسوؤں کی دھند چھانے لگی تھی۔ وہ بیڈ کے قریب آگیا اور ایک وحشت کے عالم میں اس نے بیڈ پر پڑے سارے پھول مسل کر رکھ دیے۔ پھولوں کی لڑیاں اپنے پیروں میں روند دیں۔ ڈریسنگ ٹیبل پر سجے تمام لوازمات اور پرفیومز کو اس نے غصے سے پھینکا اور پھر وہیں بیٹھ کر رونے لگا۔ پہلی بار وہ تب رویا تھا جب اس کے بھائی کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا تھا اور آج اس کے ارمان قتل ہو گئے تھے۔ جس لڑکی کو اس نے خود سے بھی زیادہ چاہا اس کی اصلیت کیا نکلی؟

اس کے ساتھ اتنا بڑا دھوکا ہو گیا تھا۔ جس لڑکی کو اس نے دن رات چاہا وہ تو اس کی نفرت کے قابل بھی نہیں تھی۔ پھر وہ اس سے محبت کیسے کر سکتا تھا۔ وہ اسے اپنی بیوی کا درجہ کیسے دے سکتا تھا؟

شاہ دل کا بس نہ چلتا تھا کہ وہ ہر چیز کو آگ لگا دے۔ ماہی سمیت ہر شے کو تہس نہس کر دے۔ ماہی کی آنکھوں میں موجود' حیرت اور پھر شدید دکھ' دکھ کی شدت سے بہتے آنسو کچھ بھی تو اس پر اثر نہ کیا تھا۔ اس پر صرف ایک ہی بات کا اثر تھا جو سب سے گہرا تھا۔ ماہی اس کے بھائی کے قاتل کی بیٹی تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ یوں ہی بیٹھا رہا۔ کتنا وقت گزرا اسے خبر نہیں تھی۔ سوچیں منجمد ہو گئی تھیں۔ اذانوں کی صدا بلند ہوئی تو وہ چونکا۔ اللہ اکبر کی صدا پر اس کے دل سے بے اختیار شکوہ نکلا تھا۔ وہ کچھ دیر بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔ پھر کسی خیال کے آتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو ماہی اسے دیوار کے ساتھ ٹکی ہوئی دکھائی دی۔ دونوں بازو اپنے گرد لپیٹے چہرہ گھٹنوں میں چھپائے۔

"ماہی۔" اس نے بمشکل اس کا نام پکارا۔ لہجہ بے حد سرد تھا۔ ماہی نے اس کی پکار کا کوئی جواب نہیں دیا۔

"ماہی۔" اب کی بار آواز پہلے سے کافی بلند تھی۔ اور سخت بھی مگر وہ پھر بھی ٹس سے مس نہ ہوئی۔ شاہ دل گھٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھ گیا اور اس کا کندھا دوبار ہلایا۔ تب جا کر وہ ہڑبڑائی روتے روتے کب وہ سو گئی اسے خبر نہیں ہوئی۔ ماہی نے اپنی سرخ آنکھوں سے اپنے سے چند انچ کے فاصلے پر بیٹھے اپنے مجازی خدا کو دیکھا۔ جس کی آنکھوں میں اجنبیت تھی۔ ماہی نے چہرہ موڑ لیا۔ لاکھ ضبط کے باوجود اس کی آنکھیں چھلک پڑیں۔ اسے روتا دیکھ کر اسے شدید کوفت نے گھیر لیا۔

"یہ ڈرامے بازی بند کرو۔ مجھ پر ان آنسوؤں کا کوئی اثر نہیں ہو گا۔ اسی لیے انہیں نہ بہاؤ تو بہتر ہو گا۔ اٹھو یہاں سے اور کمرے میں چلو۔" اس کے حکم پر ماہی نے غصے سے اسے دیکھا۔ "رات آپ نے ہی مجھے اس کمرے سے نکالا تھا۔ میں اب اس کمرے میں دوبارہ قدم نہیں رکھوں گی۔ مجھے اپنے گھر جانا ہے۔ اور بس۔" وہ ضدی مگر فیصلہ کن لہجے میں بولی۔

"میں نے تم سے تمہاری مرضی نہیں پوچھی چپ چاپ اندر چلو ورنہ۔۔۔" وہ غراتے ہوئے بولا۔

"ورنہ کیا۔۔۔ کیا کریں گے آپ۔۔۔ مجھے ماریں گے؟" وہ چلا کر بولی۔ شاہ دل نے گھبرا کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور اسے زبردستی گھسیٹتے ہوئے اندر لے آیا۔ ماہی پوری طاقت لگا کر بھی اپنا آپ چھڑا نہ سکی۔ کمرے میں آ کر اس نے اسے خود سے دور کیا اور دروازہ لاک کر دیا۔

"کیوں کر رہے ہیں میرے ساتھ یہ سب؟" وہ روتے ہوئے بولی۔

"کیونکہ تم اسی لائق ہو۔ تمہارے ساتھ یہی سب ہونا چاہیے۔" وہ بولا۔

"اگر اتنی ہی نفرت تھی تو مجھ سے تو کیوں مجھ سے شادی کی؟" دماغ میں کلبلاتا سوال لبوں پر آ گیا۔

"اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم شاہنواز کی بیٹی ہو تو میں تم پر تھوکتا بھی نہیں کجا کہ تم سے شادی کرتا۔ جتنی نفرت مجھے شاہنواز سے ہے اتنی ہی نفرت مجھے تم سے ہے۔ سنا تم نے۔۔۔ اور ایک بات اپنے دماغ میں بٹھا لو۔ میرے اور اپنے اس تعلق کو صرف اپنی ذات تک محدود رکھنا۔ اگر کسی کو بھنک بھی پڑ گئی تو بہت برا ہو جائے گا۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم لوگ اس گھٹیا شخص کے رشتہ دار ہو۔ اگر ذرا بھی خبر ہوتی تو میں اپنی مہر کا ہاتھ اس سیماب کے ہاتھ میں کبھی نہ دیتا۔ مگر اب دیر ہو چکی ہے۔" وہ سخت افسوس میں مبتلا تھا۔ ماہی چپ چاپ اسے سنتی رہی۔

"مہر کا گھر بسا رہے اسی میں بھلائی ہے۔ اگر تم نے منہ کھولا تو یاد رکھو تمہارے پورے خاندان کو برباد کر دوں گا میں۔" اس کے لہجے میں کچھ تو ایسا تھا کہ اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔

"اور رہی تمہاری بات۔ تمہارے باپ سے میں نمٹ لوں پھر تمہارا فیصلہ بھی ہو جائے گا۔" اس کی سفاکی پر وہ دہل کر رہ گئی تھی۔

"اپنا حلیہ ٹھیک کرو اور اپنے اس زخم پر پٹی باندھو۔ اور اپنے اس معصوم چہرے پر مسکراہٹ سجا لو۔ تمہیں ہر حال میں میرا حکم ماننا ہے۔ اور یہ بات جتنی جلدی سمجھ لو اتنا بہتر ہے۔" وہ اپنی کہہ کر باتھ روم میں گھس گیا۔ وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔ اسے اصل وجہ معلوم نہ تھی یقیناً "شاہنواز نے ان کا ناقابل تلافی نقصان کیا تھا اسی لیے وہ اتنی شدید نفرت میں مبتلا تھا۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

"ماہی نے تو کہا تھا کہ وہ ساری حقیقت بتا چکی ہیں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اگر وہ سب کچھ جانتا تھا تو پھر اس نے کیوں اسے اپنے نکاح میں قبول کیا؟ مہر اور سیماب کی شادی کیوں ہونے دی؟"

"کیا عائشہ بیگم نے ساری حقیقت چھپائی؟ اگر ایسا تھا تو کیوں انہوں نے شاہ دل کو اندھیرے میں رکھا؟" وہ جتنا سوچتی اتنا الجھتی۔ وہ چکرا کر رہ گئی تھی۔ اسے لگ رہا تھا وہ بے ہوش ہو جائے گی۔ سر میں شدید درد ہو رہا تھا۔ اسے اپنے نصیب پر رونا آیا۔ شاہ دل باتھ روم سے نکلا تو اسے ساکت بیٹھے پایا۔

"اب اٹھ جاؤ۔ ماتم منانے کے لیے پوری عمر پڑی ہے تمہارے پاس۔" وہ طنزیہ مسکراہٹ سے بولا۔ وہ اس کی طرف دیکھے بنا اٹھ کھڑی ہوئی اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر بیٹھ گئی۔ آئینے میں دکھائی دیتا عکس اسی کا تھا۔ سرخ سوجی ہوئی آنکھیں، بے رنگ چہرہ۔۔۔ وہ ایک ایک کر کے زیور اتارنے لگی۔ اسے عافیہ کی ساری باتیں یاد آ رہی تھیں۔ اسے ان کی خوش گمانی پر ترس آنے لگا تھا۔ اس کا جی چاہا وہ قہقہہ لگا کر ہنسے اور انہیں بتائے کہ ایک شاہ نواز کے خوف سے وہ لوگ اسے دوسرے شاہنواز کے سپرد کر چکے تھے۔ انہیں بتائے کہ وہ چہرے سے ہی نہیں نصیب میں بھی اپنی ماں جیسی تھی۔

☆ ☆ ☆

وہ نہا کر باہر آئی تو کمرہ خالی تھا۔ وہ چلتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آ گئی اور دراز میں سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر اپنے ہاتھ پر دوا لگانے لگی۔ اسے بخار بھی محسوس ہو رہا تھا۔ بدن کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا۔ جیسے تیسے پٹی کر کے اس نے درد کی گولی کھائی اور اپنے چکراتے سر کو تھامے بستر پر گر سی گئی۔ ذہنی اذیت، تھکن اور درد سے وہ نڈھال سی تھی۔ دوائی کے اثر سے وہ کچھ ہی دیر میں غافل ہو گئی۔

کتنا وقت گزرا اسے احساس نہیں تھا۔ اس کی آنکھ مہین سی آواز سن کر کھلی تھی اس نے زبردستی آنکھیں کھول کر دیکھا اس کے قریب عائشہ بیگم بیٹھی تھیں اور سر پر شاہ دل کھڑا تھا۔ اس نے شاہ دل کو نہیں دیکھا تھا۔

"ماہی بیٹا کیا ہوا؟ تمہاری طبیعت کیوں خراب ہو گئی؟" وہ پریشانی سے پوچھ رہی تھیں ماہی بمشکل اٹھ کر بیٹھی۔ بخار کی وجہ سے چہرہ تمتما رہا تھا۔

"آنٹی میں بالکل ٹھیک ہوں۔ بس تھکن ہو گئی۔" وہ نقاہت زدہ آواز میں بولی۔

"اور یہ کلائی۔۔۔ کلائی کو کیا ہوا؟" ان کی نگاہ شاید ابھی پڑی تھی۔

"کچھ نہیں ہوا۔ چوڑیاں اتارتے وقت چوڑی ٹوٹ کر چبھ گئی تو انہوں نے پٹی باندھ دی۔ آپ بے وجہ پریشان ہو رہی ہیں۔" اس نے زبردستی مسکرا کر کہا تھا۔ عائشہ بیگم نے شاہ دل کو دیکھا وہ اس کے جھوٹ پر اسے دیکھنے میں مگن تھا۔ وہ مسکرائیں۔

"اچھا چلو اب اٹھو اور ناشتا کر لو۔ پھر دوا کھا کر سو جانا۔ شاہ دل تم ماہی کو نیچے لے آؤ تب تک میں ناشتا لگوالوں۔" وہ اٹھتے ہوئے بولیں۔ ماہی اس کی موجودگی سے بے خبر تھی اس نے چونک کر دیکھا اور پھر سر جھکا دیا۔ شاہ دل اسے گھور رہا تھا۔

اس سے ٹھیک طرح سے ناشتا بھی نہیں کیا گیا تھا۔ وہ معذرت کرتی کمرے میں آ گئی جبکہ شاہ دل کام کا بہانہ کر کے وہاں سے جا چکا تھا۔ اس کی غیر موجودگی میں ماہی نے عائشہ بیگم کو سچ نہیں بتایا وہ اس سے متعلق بالکل مطمئن تھا۔ اس نے اپنے کل کے جارحانہ رویے کے متعلق ایک بار بھی نہیں سوچا تھا۔ اس کے ذہن میں تو بس وہ فون کال گونج رہی تھی جس کے ذریعے وہ اس بات سے باخبر ہوا تھا کہ ماہی شاہنواز کی بیٹی ہے۔ گزشتہ رات کیا ہوا تھا؟ دوران ڈرائیونگ اسے پھر سے سب یاد آنے لگا۔

عائشہ بیگم نے اسے کنگن تھمائے تھے۔ جو منہ دکھائی کے طور پر ماہی کو ملنے تھے۔ وہ کنگن تھامے، بہت سرشار سا سیڑھیاں چڑھتا اوپر آ رہا تھا کہ اس کا موبائل بجا اس وقت اسے کون فون کر سکتا تھا۔ وہ جیب سے موبائل نکالنے لگا۔ انجان نمبر سے فون تھا۔ اس نے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

فون اٹھالیا۔

"ہیلو؟" اس کا ہیلو ہی سوالیہ تھا۔

"تمہیں تو میں بہت غیرت مند مرد سمجھتا تھا شاہ دل تم اتنے بے غیرت نکلو گے کہ اپنے دشمن کی بیٹی کو اپنی بیوی بنالو گے یہ میں نے تو کیا شاہنواز نے بھی نہیں سوچا ہوگا۔" وہ جو کوئی بھی تھا شاہ دل اس کی بات سن کر سن ہو کر رہ گیا تھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو تم؟" وہ دھاڑ کر بولا۔

"بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں میں۔ ایک طرف تو تم شاہنواز کی بو سونگھتے پھر رہے ہو اور پھر بھی وہ تمہارے ہاتھ نہیں آرہا اور دوسری طرف اس کی بیٹی سے شادی رچالی۔۔۔ واہ۔" مقابل کا لہجہ تمسخر میں ڈوبا تھا۔ شاہ دل کے ارد گرد کھڑے در و دیوار گھومنے لگے تھے۔ وہ اور بھی نجانے کیا کچھ کہہ رہا تھا اس کے کانوں نے کسی بھی آواز کو سننے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے ارد گرد بس ایک ہی آواز گونج رہی تھی کہ شاہنواز کی بیٹی ماہی اس کی منکوحہ ہے۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ ایسا کیسے ہو گیا اور بنا سوچے سمجھے اس نے ماہی کے ساتھ وہ سلوک روا رکھا تھا۔ جو سوالات ماہی کے ذہن میں تھے وہی سوالات شاہ دل کے دماغ میں بھی گونج رہے تھے۔ اس نے تھک کر ایک جگہ گاڑی روک لی اور سر اسٹیرنگ سے ٹکا دیا۔

ایک معمولی سی بات پر شاہنواز نے اس کے بھائی کو گولیوں سے بھون کر رکھ دیا تھا۔ بات بظاہر کچھ بھی نہیں تھی۔ شاہ دل کے بڑے بھائی نے کسی شخص سے زمین خریدنے کا فیصلہ کیا تھا۔ شاہنواز کی نظر بھی اسی زمین کے ٹکڑے پر تھی مگر زمین کا مالک وہ زمین شاہنواز کو نہیں بیچنا چاہتا تھا۔ اس شخص نے زمین ان کے نام فروخت کر دی۔ اس بات سے وہ بالکل بے قابو ہو گیا تھا۔ نہ صرف زمین کے مالک بلکہ انہیں بھی قتل کر دیا صرف اور صرف اس لیے کہ شاہنواز کی اندر غصہ برداشت کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ ایسے وحشی انسان کی بیٹی اس کی بیوی تھی اور اس کا دماغ یہ بات قبول نہیں کر پا رہا تھا۔

✿ ✿ ✿

ماہی کمرے میں آکر لیٹ گئی تھی۔ درد اتنا تھا کہ آنکھیں بہنے لگی تھیں۔ وہ رو رہی تھی جب اس کا موبائل بجا تھا۔ عافیہ بیگم کا فون تھا وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی جلدی جلدی سے آنسو صاف کیے اور کال ریسیو کی۔ وہ اس سے اس کی خیریت دریافت کر رہی تھیں۔ اس سے پوچھ رہی تھیں کہ وہ خوش ہے کہ نہیں۔ اس کا جی چاہا وہ سب سچ بتا دے مگر مہر اور سیماب کے چہرے اس کی آنکھوں میں اترے تو اس کے ہونٹوں پر قفل لگ گیا۔ وہ بہت خوش ہے۔ شاہ دل کا رویہ اس سے بہت محبت بھرا ہے اسی قسم کے جملے وہ بول رہی تھی تاکہ وہ مطمئن ہو جائیں اور وہ مطمئن ہو بھی گئی تھیں کچھ دیر مزید بات کر کے اس نے کال کاٹ دی اور بلک بلک کر رونے لگی۔

موبائل ایک بار پھر بج رہا تھا۔ اس نے اپنے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر دیکھا سائیڈ ٹیبل پر ایک موبائل پڑا تھا۔ وہ موبائل پہچان گئی یہ وہ موبائل تھا جو شادی کے دوران مہر کے پاس تھا اور مہر نے اس کی بہت ساری تصاویر اتاری تھیں۔ فون مسلسل بج رہا تھا اس نے کال ریسیو کر لی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی۔ فون کرنے والا بولنا شروع کر چکا تھا۔

"دیکھو شاہ دل۔ رات کی طرح فون مت کاٹ دینا۔ تم غلطی کر چکے ہو اور یقین جانو شاہنواز تمہارے اس قدم پر بہت خوش ہے کہ تم جو اس سے اتنی نفرت کرتے ہو اس کی بیٹی کی محبت میں مبتلا ہو کر اسے اپنا چکے ہو۔ اسے شکست دینے کا بس ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے کہ تم ماہی کو چھوڑ دو۔" ماہی کو لگا تھا اس کے کانوں میں کسی نے سیسہ انڈیل دیا ہو۔

"یہ بات میرے اور شاہنواز کے درمیان ہے مگر میں تمہیں بھی اس کا رازدار بنا رہا ہوں۔ شاہنواز کو ماہی سے دلچسپی ہے مگر اس سے کہیں زیادہ دلچسپی اس کی جائیداد سے ہے۔ شاہنواز کا باپ بہت چالاک تھا جو اس نے یہ وصیت کی کہ اگر ماہی زندگی کے کسی بھی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

حصے کسی بھی عمر میں پہنچ کر بھی جائیداد شاہنواز کے نام کرنا چاہے گی تو جائیداد کسی ٹرسٹ کو مل جائے گی مگر اسے نہیں۔ جائیداد اپنے نام کروانے کے لیے اس نے میری مدد چاہی۔ ماہی کی شادی اگر مجھ سے ہو جاتی تو میں جائیداد اپنے نام منتقل کرتا پھر شاہنواز کے نام۔ ماہی کی جائیداد کا تیس فیصد مجھے ملتا اور باقی اسے۔

لیکن تم نے شادی کر کے میرے حصے کو آگ لگا دی۔ جبکہ شاہنواز وہ جائیداد ہاتھ سے نکلنے پر دکھی نہیں۔ البتہ اس بات پر بہت خوش ہے کہ تم جو اسے دشمن سمجھتے ہو اسی دشمن کے خون کو اپنے گھر لے آئے ہو۔ اس کا غرور اسی وقت ملیا میٹ ہو سکتا ہے جب تم میرا ساتھ دو۔" وہ شاہ دل کے فون بند کر دینے کے ڈر سے جلدی جلدی بول رہا تھا اور اس کی خاموشی کو اقرار میں بدلتا سمجھ رہا تھا۔ ذوالفقار بہت جلد باز تھا اور اس کی یہ جلد بازی کسی کی زندگی میں ڈھیروں خوشیاں لانے والی تھی۔

وہ ساکن ہو کر سن رہی تھی۔ اس کی ٹانگیں بے جان ہونے لگی تھیں۔

"تم شاہنواز سے بدلا لینا چاہتے ہو ناں مگر وہ تمہارے ہاتھ نہیں آرہا۔ پہلی بات اپنا ماضی یاد کر لو۔ ماضی میں بھی تم اسے جیل کی سلاخوں کے پیچھے نہیں بھیج سکے تھے۔ کیونکہ تمہارے پاس کوئی ٹھوس ثبوت نہیں تھا یہ الگ بات کہ شاہنواز اپنے دوسرے بہت سے کارناموں کے باعث جیل کی ہوا کھا کر آیا ہے۔ تم اکیلے اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔۔۔ شاہنواز سے تمہیں بدلہ لینا ہے تو آؤ ہم ایک ڈیل کر لیتے ہیں۔

ماہی کو طلاق دے دو اور اس کا نکاح مجھ سے کروا دو۔ ماہی جائیداد سمیت میری ہو جائے گی اور میں تمہیں شاہنواز دے دوں گا۔ اب تم اتنے غیرت مند تو ہو گے ہی کہ ایک عورت کو وہ بھی جو تمہارے دشمن کی بیٹی ہے۔ اسے قربان کر کے اپنے بھائی کی محبتوں کا قرض اتارو۔ شاہنواز کو ختم کر کے اپنے بھائی کی روح کو اور خود اپنے آپ کو بھی سکون پہنچاؤ۔ یہ ایک ڈیل ہے جس میں تمہارا کوئی نقصان نہیں۔ لیکن اگر تم نے میری بات نہ مانی تو بہت خسارا ہو جائے گا۔ سوچنا ضرور۔" وہ اپنی بکواس کہہ کر فون کاٹ چکا تھا ماہی زمین پر ڈھے گئی۔

اسے نہیں معلوم تھا کہ جب وہ گھر آئے گا تو ایک بڑی قیامت اس کی منتظر ہو گی۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اسے عجیب سا سناٹا محسوس ہوا تھا۔ اس نے عائشہ کے کمرے میں جھانکا وہ وہاں موجود نہیں تھیں۔ چاروں طرف عجیب سی خاموشی تھی وہ فوراً" ماہی کے کمرے کی طرف لپکا تھا اندر داخل ہوتے ہی سامنے کا منظر حیران کن تھا۔ ماہی بیڈ پر آنکھیں بند کیے پڑی تھی۔ اس کے پاس عائشہ بیگم بیٹھی روئے جا رہی تھیں۔ وہ گھبرا کر ان کے قریب آیا تھا۔

"بھابھی کیا ہوا۔ آپ اس طرح کیوں رو رہی ہیں؟ اور ماہی اسے کیا ہوا؟" ماہی کا زرد چہرہ اور عائشہ بیگم کا رونا ساری نفرت کہیں دور جا سوئی تھی۔ اس کے ہاتھ پیر پھول گئے تھے۔

"میں کمرے میں آئی تو ماہی زمین پر پڑی تھی۔ ڈاکٹر کو بلایا تو پتا چلا کہ شدید ذہنی دباؤ کے باعث اس کی یہ حالت ہوئی ہے۔ اس کا بی پی خطرناک حد تک بڑھ گیا تھا۔ مجھے تو یہی سمجھ نہیں آرہی کہ آخر ماہی کو کیا ذہنی پریشانی ہے۔ ہم عافیہ کو کیا منہ دکھائیں گے کہ ایک دن میں ہم نے ان کی بیٹی کا یہ حال کر دیا کہ وہ ہوش میں نہیں ہے۔" وہ روتے ہوئے بول رہی تھیں۔ شاہ دل کا سر جھک گیا۔ وہ انہیں کیسے بتاتا کہ کل شدید غصے میں وہ ماہی کے ساتھ کیا کر بیٹھا ہے۔ ماہی کا زرد چہرہ اس کے اندر ملال کے رنگ بھر رہا تھا۔ اس کا غصہ کہیں دور جا سویا تھا۔

"اس بچی کی ساری زندگی ماں باپ کے بغیر گزری۔ بچپن نفرتوں کی نذر ہو گیا۔ عافیہ نے شادی اس لیے کروائی تاکہ ذہنی سکون میسر ہو اسے مگر نجانے اس کے اندر کیا غم پل رہا ہے۔" وہ دکھ کی شدت میں بہہ کر بولتی چلی گئیں۔ ماہی انہیں مہر کی طرح ہی عزیز تھی۔ شاہ دل ان کی بات پر چونک گیا۔

"کیا مطلب بھابھی؟" وہ ان سے وضاحت مانگنے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لگا۔ وہ گڑبڑا گئیں۔ وہ اتنی جلدی سچائی بتانے کے حق میں نہیں تھیں مگر شاہ دل ان کے پیچھے پڑ گیا۔ تو انہوں نے ساری حقیقت بتادی۔

"شاہنواز نے نا صرف فضیلہ کو آگ میں جھونکا بلکہ اس معصوم بچی کو بھی اٹھا کر آگ میں پھینک دیا۔ وہ تو اس کے دادا نے اپنی جان دے کر ماہی کی جان بچائی۔ ایک نوکرانی شاہنواز سے بچ بچا کر اسے ہسپتال میں داخل کروا آئی ورنہ ماں کے ساتھ ساتھ ماہی بھی مرچکی ہوتی۔ پھر شاہنواز پر کیس چلا اور بہت مشکل سے اسے سزا ملی۔

عافیہ اور ان کے گھر والوں کی محبت اور توجہ سے ماہی زندگی کی طرف لوٹی تھی کہ پھر سے شاہنواز نے ماہی کی زندگی حرام کردی۔ عافیہ نے مجھے ہر بات بتائی کوئی بھی بات نہیں چھپائی۔ وہ ماہی کے مستقبل سے خوفزدہ تھے۔ مجھے یہی خوف تھا کہ اگر میں نے تمہیں شادی سے پہلے حقیقت بتادی تو کہیں تم جذبات میں آکر انکار نہ کردو اور مجھ میں ہمت نہیں تھی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے وسیلے سے ان کی مشکل آسان کرنے کا فیصلہ کیا تھا میں انکار کرکے ان کی آس ختم کردوں۔

ماہی بہت معصوم ہے۔ بے گناہ ہے۔ باپ کے خوف سے 'اپنے ماموں اور بھائیوں کی زندگیوں کو مزید مشکلات سے بچانے کے لیے اس نے تمہارے رشتے کے لیے ہاں کی۔ تم اس بات کو انا کا مسئلہ مت بنانا کہ تمہاری بیوی شاہنواز کی بیٹی ہے۔ شادی کے بعد بھی ماہی سکون میں نہیں۔ مجھے تو لگتا ہے کہ شاہنواز کہیں اسے تنگ نہ کررہا ہو۔ اسی لیے وہ ایسی حالت تک پہنچی ہوگی۔ تم جلد از جلد کچھ کرو تاکہ ماہی بھی عام لڑکیوں کی طرح ہر خوف سے آزاد ہو کر اپنی زندگی گزار سکے۔

پلیز! شاہ دل کچھ کرو۔" وہ پھر سے رونے لگی تھیں۔

جبکہ وہ چپ چاپ ماہی کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ اسے اپنے آپ سے نفرت محسوس ہوتی تھی۔ اسے اپنا آپ بزدل لگا تھا۔ وہ اپنے اندر کا شور برداشت نہ کرپایا تو اٹھ کر باہر آگیا۔ باہر آتے وہ کارپٹ پر پڑا موبائل اٹھانا نہ بھولا تھا۔ اس نے حیرت سے موبائل کو دیکھا تھا۔

☆ ☆ ☆

رات بہت دیر سے وہ کمرے میں آیا تھا۔ ماہی بیڈ پر آنکھیں موندیں لیٹی تھی۔ وہ اس کے قریب بیٹھ گیا اور نہایت آہستگی سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ ماہی نیند میں تھی اسی لیے نہ وہ اس کی موجودگی محسوس کرپائی تھی اور نہ ہی اس کا لمس۔ شاہ دل نے اس کا نازک ہاتھ اپنے لبوں سے لگالیا۔ ماہی گھبرا کر اٹھ بیٹھی تھی۔ شاہ دل کو اپنے قریب بیٹھے دیکھ کر وہ ڈر گئی۔ سالوں بھی گزر جاتے مگر وہ کل کی رات کو کبھی نہیں بھول سکتی تھی۔ وہ سمٹ کر بیٹھ گئی۔ اپنا ہاتھ چھڑا لیا تھا۔

"وہ کیسی طبیعت ہے تمہاری؟" اس کے انداز میں بلا کی نرمی تھی۔ ماہی حیرت بھری آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔ وہ اس کی طبیعت پوچھ رہا تھا؟

"ماہی۔ مجھے تم سے ضروری بات کہنی ہے۔ کل رات میں نے جو بھی کیا وہ بہت بہت غلط تھا۔ میں تم سے معافی بھی نہیں مانگ سکتا۔ مگر میرے کل کے رویے کے پیچھے بھی تو کوئی وجہ ہی تھی۔ کل اچانک ہی مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ تم شاہنواز کی بیٹی ہو۔ سالوں جس شخص سے میں نے نفرت کی ہے۔ تمہارا اس کی بیٹی ہونا مجھے قبول نہیں ہو رہا تھا۔ وہ لڑکی جسے میں نے بے حساب چاہا وہ اس شخص کی اولاد کیسے ہوسکتی تھی جس شخص سے میں نے پل پل نفرت کی۔" وہ دھیمی آواز میں بول رہا تھا ماہی کے آنسو پھر سے گرنے لگے۔

"میں اپنے اس رویے پر سچے دل سے نادم ہوں۔ اور آج ۔۔۔ آج مجھے معلوم ہوا کہ تمہاری زندگی کن مشکلات میں گھری ہوئی تھی۔ اگر بھابھی مجھے یہ ساری باتیں پہلے بتادیتیں تو یقین مانو میں تم سے شادی سے کبھی انکار نہ کرتا۔ تم بھی تو اس شخص کی ڈسی ہوئی ہو۔ میں تمہیں ضرور تحفظ دیتا۔

جو ہوچکا وہ ہوچکا۔ ماضی واپس نہیں آسکتا۔ لیکن میں نے تمہیں جتنی اذیت دی اس پر معافی تو مانگ سکتا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہوں ناں۔ میں نے جو بھی کیا وہ عیار آدمی تھا۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔" وہ سخت نادم تھا اور اس نے ماہی کے پیروں کو بھی ہاتھ لگا لیا تھا اس نے گھبرا کر پیر کھینچ لیے تھے۔

"پلیز شاہ دل۔ ایسا مت کریں۔ میں نے آپ کو معاف کیا۔" ماہی کا دل فورا" صاف ہو گیا تھا۔ وہ کھل کر مسکرایا۔

"اور تم جو فون کال سن کر بے ہوش ہوئی تھیں اس بارے میں تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں میں جلد ہی ان سب کا بندوبست کرنے والا ہوں۔ رہی یہ بات کہ مجھے کیسے پتا چلا تو بتا تا چلوں کہ میرے اس فون میں تمام فون کالز ریکارڈ ہو جاتی ہیں۔ کارپٹ پر پڑے موبائل کو دیکھ کر میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ یقیناً" تمہاری بے ہوشی کا تعلق اسی سے ہے۔ اپنی ساری پریشانیاں مجھے دے دو اور تم آرام کرو۔" اس کے ہاتھ تھام کر اس نے تسلی دی تھی وہ مسکرا دی۔

☼ ☼ ☼

خدا نے اسے کتنا آسان راستہ دکھا دیا تھا۔ ذوالفقار ماہی اور اس کی جائیداد کے حصول کے لیے پاگل ہو رہا تھا اور اسی ہوس میں ڈوب کر اس نے شاہ دل کو فون کر ڈالا تھا۔

وہ جو شاہنواز کو پچھلے کئی مہینوں سے ڈھونڈ رہا تھا اس تک پہنچنے کا اسے آسان راستہ مل گیا تھا۔ وہ ذوالفقار اسے مل چکا تھا اور ماہی کے لیے اس کے دل میں کتنی نفرت ہے۔ اس کا جھوٹا اظہار بھی وہ کر چکا تھا۔ اور ذوالفقار جو کل تک شاہنواز کا ساتھی تھا آج اپنی پارٹی تبدیل کر چکا تھا اور اس بات کی خبر شاہنواز کو نہیں تھی۔

شاہنواز کو تو ماہی کی شادی کا علم تک نہیں تھا وہ اب تک پاکستان سے باہر تھا۔ ذوالفقار نے اسے ماہی کی شادی کی خبر پہنچائی نہیں تھی۔ پیچھے کیا ہو رہا ہے شاہنواز اس سے یکسر بے خبر اپنی نئی بیوی کے ساتھ دنیا گھومنے میں مگن تھا۔

شاہ دل نے جیسے پر ہی ذوالفقار نے اسے فون کر کے جلدی پاکستان آنے کا کہا تھا۔ اور شاہنواز کم ہی اس کی کوئی بات ٹالتا تھا۔ وہ فورا" پاکستان پہنچ گیا اسے نہیں معلوم تھا کہ پاکستان میں قدم رکھتے ہی اس کی زندگی کی بتیاں بجھ جائیں گی۔

"یہ رہا طلاق نامہ۔ اس پر میرے دستخط صرف اسی وقت ہوں گے جس روز تم شاہنواز کو میرے حوالے کرو گے۔" شاہ دل نے طلاق نامے کے پیپرز اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا تھا۔ پیپرز دیکھ کر اس کی باچھیں کھل گئیں۔

"آج شام کی فلائیٹ سے وہ پاکستان آ رہا ہے۔ میں ہی اسے ایئرپورٹ سے لے کر آؤں گا اور اسی جگہ لے جاؤں گا جو جگہ طے کی گئی ہے۔ تم ماہی کے طلاق کے پیپرز اور جائیداد کے پیپرز کے ساتھ مجھے وہیں ملنا۔" اس نے بات ختم کی اور اٹھ کھڑا ہوا۔ شاہ دل سے اس نے مصافحہ کیا اور ریسٹورنٹ سے باہر نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی شاہ دل نے اپنے دوست کو جو پولیس سروس میں تھا فون ملایا تھا۔

☼ ☼ ☼

"تم نے مجھے اتنی ایمرجنسی میں کیوں بلایا ہے؟ اور وہ بھی یوں چھپ چھپا کے؟" گاڑی میں بیٹھتے ہی شاہنواز نے بگڑ کر کہا تھا۔ وہ تو یہی سمجھا تھا کہ یہاں کوئی بہت بڑی مصیبت ہو گئی ہو گی۔ ذوالفقار کے فون سے وہ یہی اندازہ لگا سکتا تھا اور اس نے لگایا بھی۔ فون پر سوال و جواب سے ذوالفقار نے منع کر دیا تھا وہ بھی پہلی فلائیٹ سے پاکستان پہنچ گیا اور اب اس کے چہرے پر پھیلا سکون اسے غصہ دلا رہا تھا۔

"ایمرجنسی تھی اسی لیے ایمرجنسی میں بلایا ہے تمہیں۔ تم چلو تو پھر ساری بات بتاتا ہوں۔" اس نے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری کر لی تھی۔ شاہنواز بھی چپ ہو کر بیٹھ گیا۔ ایک سنسان سی جگہ پر اس نے گاڑی روکی۔

"یہ کونسی جگہ ہے اور تم مجھے یہاں کیوں لے کر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

"آئے ہو؟" نجانے کیوں وہ اندر سے خوفزدہ ہو گیا تھا اس کی چھٹی حس اسے خبردار کر رہی تھی۔

"یہاں تمہاری بیٹی ماہی ہے۔ اور اب مزید سوال مت کرنا اندر چلو۔" ماہی نام سن کر وہ بری طرح چونکا تھا۔

"جب میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ تم میری غیر موجودگی میں اس کے پاس بھی نہیں بھٹکو گے تو تم نے ۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی؟" وہ خود پر سے قابو کھو چکا تھا۔

اور ذوالفقار پر پل پڑا۔ ذوالفقار نے اس پر پستول تان لی اور ساری کی ساری گولیاں غصے میں اس کے سینے میں اتار دیں۔ اندر کمرے میں بیٹھی ماہی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ اسے شاہنواز سے نفرت تھی مگر اس کی رگوں میں بہرحال شاہنواز کا ہی خون دوڑ رہا تھا۔ اور وہ بے اختیار سجدے میں گر پڑی اس کی چیخیں رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔ تبھی دوڑتے قدموں کی آواز آئی اور شاہ دل پولیس کو لیے اندر داخل ہوا اور کہا۔

"میری بیوی پر بری نظر ڈالنے والوں کا بھی یہی انجام ہو گا۔" شاہ دل مسکرا رہا تھا۔ ذوالفقار کو ساری گیم سمجھ میں آ گئی۔ پولیس اسے گھیر چکی تھی۔ وہ شاہ دل کو جاتا دیکھ رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

وہ کھڑکی کے پاس کھڑی برستی بارش کو دیکھ رہی تھی۔ تب ہی شاہ دل اس کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔ چاروں طرف گہری خاموشی تھی اور اس خاموشی کو بارش کی آواز توڑتی۔ اس نے ماہی کے کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھ دیے۔ ماہی اس کی طرف مڑی۔

"اب کیسا محسوس کر رہی ہو؟" اس نے ماہی کے چہرے پر بکھری لٹ کو اس کے کان کے پیچھے اڑسا۔

"بہت پرسکون محسوس کر رہی ہوں۔" وہ مسکرائی۔

"اذیتوں کے دن ختم ہوئے اور میں اپنے رب کا جتنا شکر بھی ادا کروں وہ کم ہے۔ اب میری زندگی میں کوئی شاہنواز نہیں اور نہ ہی کوئی خوف۔" وہ بہت طمانیت سے کہہ رہی تھی۔ شاہ دل نے دھیرے سے اسے خود سے قریب کیا تھا۔ ماہی نے اپنا سر اس کے کندھے سے ٹکا دیا۔

"آئی لو یو ماہی۔" اس نے بہت جذب سے کہا تھا اور وہ جانتا تھا کہ وہ اس کے اظہار پر مسکرا رہی ہو گی اب ان کی زندگی نے یوں ہی مسکراتے رہنا تھا۔

☆ ☆

For More Visit
Paksociety.com

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے
بہنوں کے لیے خوب صورت ناولز

ساری بھول ہماری تھی	راحت جبیں	300/-
او بے پروا جن	راحت جبیں	300/-
ایک میں اور ایک تم	تنزیلہ ریاض	350/-
بڑا آدمی	نسیم سحر قریشی	350/-
دیمک زدہ محبت	صائمہ اکرم چوہدری	300/-
کسی راستے کی تلاش میں	میمونہ خورشید علی	350/-
ہستی کا آہنگ	ثمرہ بخاری	300/-
دل موم کا دیا	سائرہ رضا	300/-
ساڈا چڑیا دا چنبا	نفیسہ سعید	300/-
ستارہ شام	آمنہ ریاض	500/-
مصحف	نمرہ احمد	300/-
دست کوزہ گر	فوزیہ یاسمین	750/-
محبت من محرم	نمیرا حمید	300/-

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37، اردو بازار، کراچی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN